ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

9 | محرم،صفر 1443ھ | ستمبر 2021ء

مومنین اہل سنت کو اسلامی سال نو 1443 مبارک ہو

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
91 سال

فتح طالبان اور افغانستان کی نئی صورتحال

پھر اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی

دیکھو اے ساکنان خطۂ خاک
اس کو کہتے ہیں عالم آرائی

توحید وختمِ نبوت کے علمبردارو! ایک ہو جاؤ (سید ابوذر بخاری)

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

ختمِ نبوت کانفرنس

44 ویں سالانہ دو روزہ

احرار 1929

ابن امیر شریعت
حضرت مولانا
سید عطاء المہیمن شاہ بخاری صاحب
سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

بتاریخ 12.11 ربیع الاول 1443
بمقام جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

قراء کرام

محترم فضیلۃ الشیخ القاری المقری حسین علی یوسف رافت صاحب حفظہ اللہ
اسلامی جمہوریہ مصر

محترم فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد سمیر بلال صاحب حفظہ اللہ
اسلامی جمہوریہ مصر

نواسہ امیر شریعت
حضرت مولانا
سید محمد کفیل شاہ بخاری صاحب
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت
مولانا عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
خانقاہ سراجیہ کندیاں

11 ربیع الاول 1442/2020
بعد نماز مغرب
عالمی قراء کرام تلاوت کریں گے
بیانات علماء کرام

12 ربیع الاول 1442/2020

درس قرآن حکیم	بعد نماز فجر
پرچم کشائی	8 صبح بجے
بیانات علماء کرام	صبح 10 بجے تا 1 بجے دن

جلوس بعد نماز ظہر
بسلسلہ دعوتِ اسلام
جس میں حسب سابق قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کا فریضہ ادا کیا جائیگا
جامع مسجد احرار تا اڈا چناب نگر

ملک بھر سے علماء مشائخ شعراء صحافی مذہبی سیاسی سماجی راہنما وکلاء طلباء زعماء احرار عقیدہ ختم نبوت حیات عیسیٰ مقام صحابہ عصمت انبیاء، قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام، احرار اور محاسبہ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر خطاب فرمائیں گے

شعبہ تبلیغ
تحفظِ ختمِ نبوت
مجلس احرار اسلام پاکستان

پشاور 0315-9932942	چناب نگر 0301-3138803	گجرات 0301-6221750
آزاد کشمیر 0301-5310385	ملتان 061-4511961	چیچہ وطنی 040-5482253
کراچی 0308-5838395	لاہور 042-35912644	تلہ گنگ 0300-5780390
راولپنڈی 0300-9793093	ڈسکہ 0303-4611460	سیالکوٹ 0307-6101608

ذکا پرنٹرز میلسی 0300-0333 = 6288071

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد32 شمارہ09 ستمبر 2021ء محرم، صفر ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات	فتح طالبان اور افغانستان کی نئی صورت حال	سید محمد کفیل بخاری	2
	44ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوتِ اسلام (چناب نگر)		
شذرہ	یوم تحفظ ختم نبوت (یوم قرار دادِ اقلیت)	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار	رفیق افغان: ایک صحافتی مزاحمتی کردار	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	6
//	شہدائے ختم نبوت چوک چیچہ وطنی کی تعمیر نو	اکرام الحق سرشار	8
//	عورت مارچ ایجنڈا قانون بن گیا، والدین ہونا جرم	محمد عاصم حفیظ	10
دین و دانش	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ	مولانا علامہ محمد عبداللہ	12
//	سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مزعومہ خلافت بلا فصل کے دلائل کا جائزہ	عطا محمد جنجوعہ	14
//	سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما	مولانا محمد احمد حافظ	19
//	امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	غلام مصطفیٰ (آخری قسط)	24
ادب	منقبت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	نادر صدیقی	30
//	ڈاکٹر محمد سعید کریم بیبانی	جنگِ یمامہ	31
//	فراق کیا ہے	سعود عثمانی	32
//	امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	علامہ عبدالرشید نسیم طالوت	34
اخلاق و آداب	ذرا سی احتیاط.........فوائد بے شمار	مولانا منظور احمد آفاقی	35
شخصیت	میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا	شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی	38
انٹرویو	ایک نو مسلم کی سرگزشت (دوسری و آخری قسط)	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	40
تاریخ احرار	تاریخ احرار قسط نمبر ۱۷	مفکر احرار چوہدری افضل حق	47
روداد	محرم الحرام اور مجالس ذکر حسین	عبداللطیف خالد چیمہ	54
حسن انتقاد	تبصرۂ کتب	ڈاکٹر محمد سلیم	56
اخبار الاحرار	اخبار الاحرار	ادارہ	60
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	-/300 روپے
بیرون ملک	-/5000 روپے
فی شمارہ	-/30 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوۃ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات سید محمد کفیل بخاری

فتح طالبان اور افغانستان کی نئی صورت حال

دو ہفتوں سے زائد دن گزر چکے کہ طالبان افغانستان میں مکمل کنٹرول حاصل کر چکے ہیں۔ دوحہ معاہدے کے بعد جس برق رفتاری کے ساتھ طالبان نے دس دنوں میں فتح افغانستان کا مشن مکمل کیا، اسے نصرت الٰہیہ کے سوا دوسرا کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ طالبان جس حکمتِ عملی کے ساتھ کابل میں داخل ہوئے، اس نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو نا صرف حیران بلکہ چکرا کر رکھ دیا۔ عوام کے جان و مال کے تحفظ اور عام معافی کے اعلان نے فتح مکہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔

وہ ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھے ہیں اور ماضی کے تلخ تجربات کو ہر لمحہ سامنے رکھ کر اپنی حکمت عملی مرتب کر کے آگے بڑھ رہے ہیں۔ دوحہ معاہدے کے مطابق امریکی و اتحادی افواج 31 اگست 2021ء تک افغانستان سے چلی جائیں گی۔ امریکہ نے انخلا کی مدت بڑھانے کی بات کی لیکن طالبان قیادت نے اسے مسترد کر دیا ہے۔

حکومت پاکستان نے امریکی درخواست کو قبول کرتے ہوئے تقریباً ایک ماہ کے لیے امریکی افواج اور دیگر شہریوں کو پاکستان میں قیام کی اجازت دی ہے۔ یہ فیصلہ بہر حال محل نظر ہے کہ اس کے لیے پارلیمنٹ اور عوام کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اس کے مابعد نتائج کیا ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے۔

اسلام اور مسلمان دشمن عالمی قوتیں کسی بھی صورت افغانستان کو ایک مستحکم اسلامی ریاست و امارت کے طور پر نہیں دیکھ سکتیں۔ امریکی انخلا کے دوران کابل ائیر پورٹ پر یکے بعد دیگرے دو بم دھماکے ہوئے۔ جس کے نتیجے میں 13۔ امریکی فوجی اور 70 دیگر افراد ہلاک ہوئے، درجنوں لوگ زخمی ہوئے۔ بظاہر داعش نے حملے کی ذمہ داری قبول کی ہے اور امریکہ نے خراسان کی داعش کمین گاہ پر ڈرون حملہ کر کے داعش لیڈر کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور آئندہ بھی حملے کرنے کا اعلان کیا ہے۔ طالبان قیادت کا کہنا ہے کہ ائیر پورٹ پر حملہ وہاں ہوا جس کی سیکیورٹی امریکن فورسز کے پاس تھی۔ غیر ملکی افواج افغانستان خالی کر دیں تو ہم مکمل امن قائم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس وقت طالبان، افغانستان کے تمام سیاسی دھڑوں سے مفاہمت کے لیے مذاکرات کر رہے ہیں اور انھیں شریکِ اقتدار کر کے افغانستان میں ایک مستحکم حکومت کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن حسبِ سابق کابل کے شمال میں صوبہ ''پنجشیر'' سے بغاوت کی آوازیں بلند کرا دی گئیں۔ طالبان قیادت کا کہنا ہے کہ وہ ''پنجشیر'' کو ایک روز میں فتح کر سکتے ہیں لیکن وہ مذاکرات کے ذریعے مفاہمت کو ترجیح دیتے ہیں اور پر امن حل چاہتے ہیں۔

چین، روس اور ایران نے بہ ظاہر طالبان کے پُرامن انقلاب کی تحسین کی ہے لیکن اپنی حمایت کو مستقبل میں طالبان کے طرزِ عمل اور پالیسیوں کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان نے طالبان کے پُرامن انقلاب کی تحسین کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا طالبان کی مدد کرے۔ ادھر او آئی سی نے بھی دنیا سے طالبان کی مدد کی درخواست کی ہے۔

افغانستان میں طالبان کا دوبارہ غلبہ کسی ہنگامی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ چالیس سالہ عظیم الشان جدوجہد کا ثمر ہے۔ جس کے لیے لاکھوں افغان مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ امریکہ، اتحادی ممالک اور پوری دنیا اپنی تمام تر ٹیکنالوجی کے ساتھ چند فقیروں اور درویشوں سے ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے ہیں، اب انھیں اپنے ظالمانہ اور توسیع پسندانہ طرزِ عمل کو ترک کر کے طالبان کو حکومت کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ اس لیے کہ وہی افغان قوم کے حقیقی نمائندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی امارت افغانستان کو مضبوط و مستحکم فرمائے اور امن و سلامتی سے نوازے۔ پُرامن افغانستان خطے میں قیامِ امن خصوصاً استحکام پاکستان کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

44ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوتِ اسلام (چناب نگر)

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام 11۔12 ربیع الاوّل 1443ھ کو مسجد احرار چناب نگر میں 44ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس موقع پر رضا کارانِ احرار اور داعیانِ اسلام، قادیانیوں کو اسلام کی دعوت کا فریضہ بھی ادا کرتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے تحفظِ ختم نبوت اور دعوت اسلام کا مشن 1920ء سے شروع کیا۔ 1924ء میں قادیان میں پہلا تبلیغی خطاب کیا، 1934ء میں قادیان میں پہلی احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی اور 1953ء میں تحریک تحفظِ ختم نبوت برپا کی۔ فرزندانِ امیر شریعت رحمہم اللہ نے 1974ء اور 1984 کی تحاریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوت اسلام اسی عظیم الشان جدوجہد کا تسلسل ہے۔ احرار کارکن بھرپور تیاری کریں۔ اپنے اپنے علاقوں میں دروسِ ختمِ نبوت منعقد کریں۔ مبلغین احرار کے خطبات کے ذریعے رابطہ عوام مہم تیز کریں۔ اپنے دوست احباب اور عوام کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شرکت کے لیے آمادہ کریں۔ تحفظ ختم نبوت، اسلام کی دعوت، نومسلمین کی کفالت، تبلیغی لٹریچر کی اشاعت اور مبلغین ختم نبوت کی تیاری کے لیے جماعت کے بیت المال کو مضبوط بنائیں۔ کانفرنس کے موقع پر اپنے عطیات بیت المال میں جمع کرائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور دعوتِ اسلام کے لیے قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبداللطیف خالد چیمہ

یوم تحفظ ختم نبوت (یوم قرار داد اقلیت)

7/ستمبر 1974............ 7/ستمبر 2021ء

فتنہ انکار ختم نبوت کے استیصال کے لیے سیدنا حبیب ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی پہلی شہادت سے لے کر شہداء جنگ یمامہ، شہداء 1953، شہداء 1974، شہداء 1984 اور دور حاضر تک یہ تسلسل جاری ہے۔ مجلس احرار اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برصغیر میں مرزا غلام قادیانی کی امت مرتدہ کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لیے اجتماعی سطح پر سب سے پہلے محاذ جاری کیا۔ 21 تا 23 اکتوبر 1934 کو قادیان (ہندوستان) میں داخل ہو کر پہلی احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی۔ تب پوری مسلم قیادت احرار کی پشت پر کھڑی تھی۔ تا آنکہ پاکستان بن گیا اور موسیو ظفر اللہ خان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا گیا جس نے بانی پاکستان مرحوم کا جنازہ پڑھنے سے بھی انکار کر دیا۔

بیرون ممالک سفارت خانوں کو قادیانی تبلیغ کے اڈے بنا دیا گیا اور قادیانی پاکستان کی اقتدار پر شب خون مارنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود نے 1952 کو احمدیت (قادیانیت) کا سال قرار دیا تو بانی احرار حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے 1953 کو تحریک ختم نبوت کا سال قرار دیا۔

☆ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

☆ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں ہٹایا جائے

☆ ظفر اللہ خان سے وزارت خارجہ کا قلم دان واپس لیا جائے

☆ ربوہ (چناب نگر) کو کھلا شہر قرار دیا جائے

یہ چار مطالبات حضرت مولانا ابوالحسنات احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت اور احرار کی میزبانی میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے مسلم لیگی حکمرانوں کو پیش کیے۔ مطالبات کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ایسا کرنے سے ’’امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا‘‘۔ راست اقدام کا فیصلہ ہوا۔ تحریک چلی اور کراچی، لاہور، ملتان، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد، ساہیوال اور دیگر شہروں میں دس ہزار فرزندان اسلام کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ پانچ چھے مارچ کو سب سے زیادہ گولی چلی۔ لاہور میں مال روڈ کو لالہ زار کر دیا گیا۔ لاشوں کو چھانگا مانگا میں جلایا گیا اور راوی میں بہایا گیا۔ یہ سب کچھ کلمہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی مملکت میں کیا گیا اور اس پر شادیانے بھی بجائے گئے۔ احرار کو خلاف قانون قرار دے کر دفاتر سیل، ریکارڈ ضبط اور رہنما پابند سلاسل کر دیے گئے۔

حضرت امیر شریعت نے فرمایا تھا کہ ''یہ خون رائیگاں نہیں جائے گا ضرور رنگ لا کر رہے گا۔ میں زندہ ہوا تو دیکھ لوں گا ورنہ میری قبر پر آ کر بتا دینا''۔ بالآخر 29 مئی 1974ء کو قادیانی غنڈہ گردی اور ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلم طلبہ پر حملے نے تحریک کا رخ اختیار کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی۔ تمام مکاتب فکر کی مشترکہ جدوجہد اور شہدائے ختم نبوت و احرار کی قربانیاں رنگ لائیں اور تیرہ دن کی بحث کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو آئین کی رو سے ملک کی ساتویں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

7 ستمبر کو یوم ختم نبوت کے طور پر منانے کا سلسلہ ہم فقیروں نے محدود پیمانے پر شروع کیا جو اللہ کے فضل و کرم سے آج پورے ملک بلکہ بیرون ممالک بھی منایا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے امسال 7 ستمبر کو بڑے پیمانے پر منانے کا اعلان کیا ہے۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے پہلے کی طرح 7 ستمبر کو چناب نگر میں انٹرنیشنل کانفرنس کا اہتمام کر رکھا ہے۔ مجلس احرار اسلام حسب سابق عشرۂ ختم نبوت منائے گی اور ملک بھر میں تقریبات کا اہتمام ہوگا مرکزی دفتر لاہور میں 5 ستمبر کو کانفرنس ہوگی۔

ایسے حالات میں جبکہ حکمران ایک طرف ریاست مدینہ کے قیام کا دعوہ کر رہے ہیں دوسری طرف جون 2021 میں مشہور زمانہ قادیانی اور برطانی وزیر مملکت لارڈ طارق احمد نے پاکستان کا دورہ کیا اور یہاں اس کو سرکاری پروٹوکول سے نوازا گیا وزیر اعظم عمران خان اور وزیر داخلہ شیخ رشید احمد کے علاوہ دیگر اعلیٰ سطحی سرکاری عہدے داروں سے اس نے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔ یاد رہے کہ لارڈ طارق احمد لندن میں بیٹھ کر اسلام اور وطن دشمنی کی ایک علامت سمجھا جاتا ہے اور پھر یہیں پر بس نہیں قرارداد پاکستان کے محرک ہونے کا سہرا غدار پاکستان موسیو ظفر اللہ خان سابق وزیر خارجہ کے سر باندھنے کی خطرناک سازش ہو رہی ہے۔ حکومت پاکستان کے 4 اگست 2021ء کو اپنے فیس بک اور ٹویٹر کے آفیشل اکاؤنٹ پر 14 اگست کے حوالے سے ایک اشتہار دیا جس میں موسیو ظفر اللہ خان کو نہ صرف خراج عقیدت پیش کیا گیا بلکہ قرارداد پاکستان کا محرک بھی قرار دیا گیا۔ جو نہ صرف تاریخی اعتبار سے غلط ہے بلکہ اسلامیان پاکستان کے ایمان و عقیدے پر بھی حملہ ہے۔ اس قسم کی صورت حال کے پیش نظر امسال 7 ستمبر کو یوم ختم نبوت پہلے سے زیادہ اہتمام سے منانے کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ ان سطور کے ذریعے مجلس احرار اسلام کی جملہ ماتحت شاخوں اور اس کے ذیلی شعبہ جات کے ذمہ داران کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ یکم تا دس ستمبر عشرۂ ختم نبوت کے طور پر منائیں اور یوم ختم نبوت کے حوالے سے 7 ستمبر کو اہتمام کے ساتھ تقریبات منعقد کریں اور اپنی قدیمی روایت کے مطابق تمام مکاتب فکر کو مدعو کیا جائے تاکہ ہم ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کا احسن طریقے سے دفاع کر سکیں اور اسلام و ملک کے دشمن ناکام و نامراد ہوں۔ آمین یارب العالمین

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

رفیق افغان: ایک صحافتی مزاحمتی کردار

صحافتی محاذ پر محترم رفیق افغان مرحوم نے ایک چومکھی جنگ لڑی اور ہر معرکے میں وہ کامیاب و کامران رہے۔ وہ ایک نظریاتی کارکن تھے، اس لیے ان کی مخالفت بھی اصول و نظریہ کی بنیاد پر استوار ہوتی تھی۔ بلاشبہ انہوں نے نظریاتی محاذ پر استقامت اور دوٹوک رائے اختیار کی اور بارہا انہیں بھاری نقصان برداشت کرنے پڑے، مگر انہوں نے ہر نظریاتی یلغار کا ہمت و دلاوری سے سامنا کیا اور بالآخر مخالفین کو چاروں شانوں چت کیا۔ رفیق افغان کے مخالفین میں سیکولرزم، لبرل ازم کے انتہا پسند، فکری اوباش، نظریاتی گم راہ، مادر پدر آزاد عورتیں، میرا جسم، میری مرضی کے راگ الاپنے والا موم بتی مافیا، قادیانی گماشتے اور لادین ارتدادی ٹولہ اور متعصب لسانی گروہوں جیسے یتیم کوچہ گرد شامل تھے۔

ہفت روزہ ''تکبیر'' سے لے کر روزنامہ ''امت'' تک ان کے قلمی معرکوں کی داستان پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی ذات اور اخبار کی پالیسی سے اختلاف کیا جاتا رہا، لیکن طاغوتی قوتوں کے خلاف ان کے مزاحمانہ کردار کو دینی و نظریاتی حلقوں میں ہمیشہ پذیرائی ملتی رہی اور ان کے اس جرأت مندانہ کردار کو ہمیشہ سراہا جاتا رہا۔ انہوں نے ہر لادین قوت کا قلمی میدان میں اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ قلیل مدت میں ان کے قلم کی دھاک بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر ضیاء الدین کے قلمی نام سے ان کے تیکھے جملوں اور نادر تراکیب اور محاوروں سے مرصع تشبیہات نے جہاں ان کی ادبیت کو انفرادیت و شہرت بخشی، وہیں ان کی کاٹ دار تحریروں نے نظریاتی آوارہ گردوں کے نظریات کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ وہ محض الفاظ کے استعمال کے ہنر کے فن سے ہی آگاہ نہ تھے، بلکہ اپنی نگارشات کو دلائل و براہین کی کمک فراہم کرتے اور قلم کے ہتھیار سے دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینے کا ملکہ بھی رکھتے تھے۔

رفیق افغان نے اپنے اخبار و جرائد کو حق کی پشتیبانی کے لیے وقف کیے رکھا۔ دنیا بھر کے مسلمان مظلوموں کے مسائل بالخصوص برما، فلسطین، چیچنیا، بوسنیا، کشمیر، سنکیانگ اور افغانستان کے معاملات پر اُن کے جرائد نے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا اور دستِ قاتل کی سفاکی کو آشکارا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، بلکہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کی ستم گری کی خوب خوب قلعی کھولی۔ تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے متعلق جب کبھی کوئی معاملہ پیش آیا۔ انہوں نے حقائق کو اجاگر کر کے مرتکبین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے بھرپور آواز بلند کی۔ دینی مدارس کے مسائل پر حکومت کے بجائے مدارس کا ساتھ دیا۔ بہت سے لوگوں، جماعتوں اور اداروں کو اُن سے اختلاف رہا۔ بلاشبہ بحیثیت انسان ان سے بھی خطائیں سرزد ہوئیں، لیکن ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ پر انہوں

نے کبھی مصلحت نہیں برتی اور یہی ان کا شخصیت کا سب سے بڑا وصف رہا۔ قادیانیت کی گوشمالی اور ان کی سازشوں کی نقاب کشائی ان کے اخبار کی پہچان اور شناخت بن گئی۔ رفیق افغان اور ان کے ساتھیوں کے دامن میں ختم نبوت کی چوکیداری کا ایک ایسا روشن اور منفرد اعزاز موجود ہے جو بالیقیں روزِ قیامت ان کی بخشش و نجات کا موجب بنے گا۔

امید ہے کہ ان کا ادارہ، ان کے رفقا اور پس ماندگان ان کے دینی مشن اور نظریاتی سرمائے کی جی جان سے حفاظت کریں گے اور اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدات کو مضبوط سے مضبوط تر ین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ حق تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ مرحوم کے اعلیٰ مشن پر کاربند رہیں اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان

بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

30 ستمبر 2021ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ درسِ قرآن ہوتی ہے

الداعی　انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061 4511961

اشاعتِ خاص

قائد احرار ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ماہنامہ نقیب ختمِ نبوت کا خاص نمبر ان شاء اللہ ربیع الاول 1442 کی سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر دستیاب ہوگا۔ کارکنان احرار، محبین ومتوسلین ودیگر احباب سے گزارش ہے کہ جلد از جلد اپنے مضامین، یادداشتیں، خطوط، آٹوگراف وغیرہ ارسال کریں تا کہ شاملِ اشاعت ہوسکیں۔ (ادارہ)

اکرام الحق سرشار

شہدائے ختم نبوت چوک چیچہ وطنی کی تعمیر نو

چیچہ وطنی شہر شروع سے ہی دینی تحاریک کا مرکز رہا ہے مجلس احرار اسلام کے رہنماء اور دینی قائدین یہاں تشریف لاتے رہے ہیں ان کی آمد و رفت کی وجہ سے اہلیان چیچہ وطنی کے دینی جذبات اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدو جہد عوام کے دلوں میں سلگنے لگی اسی وجہ سے یہ شہر حساس شہر بن گیا۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ تقریباً دس سال چیچہ وطنی میں رہے ان کی محنت کی وجہ سے ایک مضبوط ٹیم تیار ہوگئی۔ فروری 1971 کی بات ہے کہ قادیانیوں نے بڑی بے دردی سے ایک مسلمان کو دجل و فریب سے گھر بلا کر مار دیا۔ قادیانیوں کے تشدد کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ ہڑپہ کے قریب داداڑ ابالا استاذ جی حضرت حافظ احمد دینؒ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ شاہ جی کو وہاں یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً چیچہ وطنی پہنچ گئے، عوام کے اصرار پر شہر میں احتجاجی جلوس نکالنے کا اعلان کر دیا گیا۔ ہزاروں لوگ جلوس میں شامل ہوئے۔ جلوس کے اختتام پر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاریؒ جامع مسجد تشریف لے آئے، انتظامیہ نے بھاری عملے کے ساتھ آپ کو جامع مسجد سے گرفتار کر لیا۔ ساہیوال فوجی عدالت میں کیس چلا شاہ جیؒ اور ان کے ساتھیوں کو سزا ہوگئی شاہ جی اور ان کے ساتھیوں نے بڑی استقامت کے ساتھ جیل کاٹی۔ کوڑوں کی سزا بھی سنائی گئی تھی، پورے ملک میں اس خبر نے تحریک کا رخ دھار لیا اور ملک گیر احتجاج کے بعد کوڑوں کی سزا منسوخ کر دی گئی۔

مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے زیر اثر اکتوبر 1984 میں رائے علی نواز خاں مرحوم چیئرمین بلدیہ چیچہ وطنی نے شہر کے مرکزی فوارہ چوک کا نام شہدائے ختم نبوت چوک رکھنے کا فیصلہ کیا۔ رائے علی نواز خاںؒ نے جوں ہی نام رکھنے کا اعلان کیا پورے ملک سے سیاسی اور مذہبی شخصیات نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ خان محمد افضل مرحوم، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور حاجی عیش محمد رضوان پر مشتمل وفد نے بلدیہ چیچہ وطنی کے دفتر میں چیئرمین بلدیہ رائے علی نواز خاں مرحوم سے ملاقات کر کے اس فیصلے کا پر جوش خیر مقدم کیا اور ان کی خدمت میں تحریک احرار اور تحریک ختم نبوت پر مشتمل کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔ جبکہ قادیانی اور قادیانی نوازوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ مجلس احرار اسلام نے جامع مسجد میں بڑا خیر مقدمی جلسہ کیا اور اس شاندار کام پر رائے علی نواز خاں کو مبارکباد دی۔ میزبانی میں پیر جی عبدالعلیم رائے پوری مرحوم، خان محمد افضل مرحوم، سید رضوان الدین احمد صدیقی مرحوم، اور عبداللطیف خالد چیمہ شامل تھے۔ قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ، رائے احمد نواز خاں مرحوم، رائے علی نواز خاں مرحوم، سید محمد کفیل بخاری اور دیگر رہنماؤں نے یادگار جلسہ سے خطاب کیا۔

طویل عرصہ گزر جانے کی وجہ سے یادگار کی حالت خستہ ہو رہی تھی اور چوک میں کاروبار یادگار پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ مرکزی انجمن تاجران نے محمد یوسف جمال ٹکا مرحوم صدر مرکزی انجمن تاجران کی تحریک پر فیصلہ کیا اس کی تعمیر نئے سرے سے کرائی جائے۔ آخر کار حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ مرحوم، محمد یوسف جمال ٹکا مرحوم، راشد بھلر ایڈووکیٹ، حافظ ساجد محمود، محمد حارث دانش، محمد آصف سعید چودھری، محمد عثمان چیمہ اور دیگر حضرات کی محنت سے یہ یادگار اپریل 2021 میں مکمل ہوگئی۔ اب نئی تزئین و آرائش کے ساتھ شہداء ختم نبوت چوک نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے۔ جس کو چاروں اطراف سے حضرات خلفاء راشدین اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے مقدس ناموں سے مزین کر دیا گیا ہے۔ اس تعمیر نو کی تقریب افتتاح ان شاء اللہ جلد ہونے والی ہے۔ اصل میں یہ صدقہ جاریہ رائے علی نواز خاں مرحوم اور رائے احمد نواز خاں مرحوم کا ہے جبکہ رانا محمد فیض یاب خاں، خان محمد افضل، پیر جی عبدالعلیم رائے پوری حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور ان کے قابل قدر رفقاء کرام رائے علی نواز خاں مرحوم کے ایسے اقدامات پر ان کی پشت پر کھڑے ہوتے تھے۔ اب رائے حسن نواز خاں، اور رائے محمد مرتضیٰ اقبال خاں، مرکزی انجمن تاجران چیچہ وطنی کی پشت پر ہیں اور تاریخ نے اس مبارک عمل کو دوہرا کر بزرگوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ شہداء جنگ یمامہ سے لیکر شہداء 1953۔ 1971۔ 1974 اور 1984 کی یادگار شہداء ختم نبوت چوک چیچہ وطنی اپنی مثال آپ ہے مرورِ ایام و زمان کے ساتھ قائم و دائم رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کے
7 ستمبر 2021 منگل کو یوم ختم نبوت کے سلسلہ میں پروگرام

- ☆ صبح 7 بجے دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی پروگرام کی صدارت
- ☆ دن 11 بجے جامع مسجد صدیقیہ محلّہ نجابت پورہ کمالیہ
- ☆ بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد تالاب بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ
- ☆ بعد نماز عشاء انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ چناب نگر کی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

مبلغ ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے

شعبہ نشریات مجلس احرار اسلام پنجاب

محمد عاصم حفیظ

عورت مارچ ایجنڈا قانون بن گیا، والدین ہونا جرم

''گھریلو تشدد بل'' کے نام پر آزاد خیال معاشرے کا قیام

''گھریلو تشدد'' بل سینٹ سے منظور ہو کر آئین پاکستان کا حصہ بن چکا ہے۔ ایک خوشنما نام لیکن اس کے مندرجات دیکھیں تو یوں لگے گا کہ جیسے کسی سیکولر/لبرل مغربی فنڈڈ این جی او نے اپنا منشور ہی آئین پاکستان کا حصہ بنا دیا ہے۔ یہ خاندانی نظام، خونی رشتوں اور خصوصاً والدین اور اولاد، میاں بیوی کے درمیان تعلقات، خانگی زندگی کی بنیادیں ہلا کے رکھ دے گا۔ آیئے پہلے اس کے چیدہ چیدہ پوائنٹس دیکھتے ہیں۔ ان کی گہرائی میں جانا، مستقبل کی تصویر سوچنا آپ پر ہے۔

اس کے اہم نقاط یہ ہیں

(1) والدین کا اپنے بچوں کی پرائیویسی، آزادی میں حائل ہونا جرم ہوگا

(2) اولاد کے بارے میں ناگوار بات کرنا/شک کا اظہار کرنا بھی جرم ہوگا

(3) ''معاشی تشدد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، یعنی کسی بھی قسم کے اختلاف، نافرمانی، کسی بھی وجہ سے بچے کا خرچ کم یا بند نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ جرم ہوگا، اس پر سزا ملے گی

(4) جذباتی / نفسیاتی اور زبانی ہراسمینٹ کی اصطلاحات متعارف کرائی گئیں ہیں، یعنی کسی بھی بات کو ہراسمینٹ قرار دے دیں

(5) خاوند کا دوسری شادی کا کہنا، خواہش کا اظہار کرنا جرم ہوگا، اسے گھریلو تشدد قرار دیا گیا ہے۔

(6) طلاق کی بات کرنا بھی جرم، سزا ہوگی، اسی طرح کوئی غصے والی بات، اونچی آواز میں بولنا، کوئی بھی ایسا جملہ جو کہ جذباتی، نفسیاتی یا زبانی اذیت کا باعث بنے وہ جرم تصور ہوگا

(7) اگر باپ نے مندرجہ بالا ''جرائم'' میں سے کوئی ایک سرزد کیا تو بطور سزا وہ گھر نہیں جا سکتا، اسے اولاد سے ''محفوظ'' فاصلے پر رہنا ہوگا۔ جی پی ایس کڑا پہننا ہوگا۔ کسی شیلٹر ہوم/یا تھانے میں سزا کاٹنی ہوگی

(8) کم سے کم 6 ماہ جبکہ 3 سال تک سزا سنائی جا سکتی ہے۔ ایک لاکھ تک جرمانہ بھی ہوگا، اگر جرمانہ نہ دیا تو مزید 3 سال قید

(9) اس میں ساتھ دینے والے کو بھی برابر کی قید ہوگی، یعنی ماں اور باپ دونوں مجرم بنیں گے

اس بل کو بجٹ اجلاس میں انتہائی عجلت میں منظور کیا گیا، تمام سیاسی جماعتوں نے حق میں ووٹ دیا، جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد، پروفیسر ساجد میر، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور جمعیت علمائے اسلام کے سینیٹرز نے مخالفت کی۔ سینیٹر مشتاق احمد نے تقریر بھی کی اور اس کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا۔ ایک ٹاک شو میں ان کا کہنا تھا کہ اس کے اثرات کو سوچ کر وہ رات کو سو نہیں سکے۔ نامور صحافی اوریا مقبول جان کے مطابق اب تو والدین اس قدر قانون کے شکنجے میں ہوں گے کہ اگر بیٹا آوارہ پھرتا ہے، نشہ استعمال کرتا ہے، کسی بھی اخلاقی جرم میں مبتلا ہوتا ہے تو والدین اس کو روک نہیں سکیں گے، اسی طرح بیٹی، بیٹے کی ''آزادی'' اور پرائیویسی میں دخل دینا قابل سزا جرم بنا دیا گیا ہے۔ یہ تو جیسے عورت مارچ کا ایجنڈا پاکستانی قانون بن گیا ہے، مہر گڑھ، الف اعلان، عورت فاؤنڈیشن وغیرہ جیسی این جی اوز ایسے قوانین منظور کراتی ہیں۔ معاشرے کے سنجیدہ حلقوں کو احساس تک نہیں کہ ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جارہا ہے۔ چند طاقتور این جی اوز کس طرح ملکی آئین میں اپنا ایجنڈا شامل کر رہی ہیں۔

والدین کو مجرم بنا کر پیش کرنا ایک ایجنڈا ہے۔ اس کے کئی مقاصد ہیں۔ جب ان قوانین کے تحت والدین جیلوں میں جائیں گے تو باقی رہ جانے والے اولاد پیدا کرنے کے بارے بھی سوچیں گے۔ نوجوان شادی کے بندھن سے آزادی چاہیں گے۔ اگر شادی ہو بھی گئی تو گھریلو زندگی ان قوانین کے شکنجے میں رہے گی۔ اولاد ہوئی تو اس کے ہاتھوں جیل کی ہوا کھانے کا ڈر ہوگا۔ کون یہ ذمہ داریاں نبھائے گا۔ پھر وہی تصور جو عورت مارچ کے نعرے ہیں۔ ذرا ان کو یاد کرلیں۔ شادی کے بغیر زندگی، گھر سنبھالنے سے انکار، میرا جسم میری مرضی کے تحت اولاد سے انکار، طلاق کی آسانی اور اس کو خوشنما بنا دینا۔ مغربی معاشرت کی ایک جھلک کا تصور کریں۔

اس کے خاندانی نظام پر انتہائی گمراہ کن اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ ایک مخصوص ایجنڈا ہے جس کے مقاصد بڑے واضح ہیں۔ اسی کے تحت شادی کی عمر بڑھانے، دوسری شادی کو مشکل بلکہ ناممکن بنانے۔ طلاق کو قابل تعریف اور آسان بنانا۔ حدود آرڈیننس، مردوں کو کڑے پہنانے کے قوانین، غیرت کے نام پر قتل کے حوالے سے قوانین

کورٹ میرج کی آسانی، خواجہ سراؤں کے تحفظ ہم جنس پرستی اور اسقاط حمل کے قوانین میں سے کچھ بن چکے ہیں باقی پر کام جاری ہے۔

ماروی سرمد جو ببانگ دہل کہتی ہے کہ یہ ملک سیکولر ہو کر رہے گا تو ایویں نہیں کہتی کیونکہ اسے فنانسرز کی طاقت، دولت اور ایجنڈے کا علم ہے وہ انہی کیساتھ ملکر کام کرتی ہے۔ ان کو اپنے ایجنڈے کا پورا اندازہ ہے اور افسوس یہ کام خاموشی سے جاری ہے۔

مولانا علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

لے چل ہاں منجدھار میں لے چل، ساحل ساحل کیا چلنا
میں خوگر ہوں طوفانوں کا، سو انجام سے کیا ڈرنا

رشتے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، خالہ زاد بھائی اور رضاعی بھائی تھے۔ بڑے شمشیرزن، تیرانداز، غیور اور جسور تھے۔ شکار کے بڑے شوقین تھے۔ انہی مردانہ مشاغل میں مگن رہتے تھے۔ کئی سال تک دعوت اسلام کی طرف کان نہ دھرا۔ غالبًا بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ دارارقم رضی اللہ عنہ میں رہتے تھے۔ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تلوار لے کر چلے تو کسی اور ارادے سے تھے، آگے آئے تو ان کی دنیا ہی بدل گئی۔ کلمہ پڑھنے کے بعد عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیوں نہ ہم کعبے چل کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ صحابہ کرام دو قطاریں بنا کر باہر نکلے ایک کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ دوسری کے آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار نے یہ منظر دیکھا تو ان پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

ہجرت مدینہ کے بعد رمضان ۲ھ میں بدر کا معرکہ پیش آیا اس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مردانگی اور شمشیر زنی کے جوہر خوب کھلے۔ صفیں آمنے سامنے ہوئیں تو مشرکین مکہ میں سے عتبہ، شیبہ دو بھائی اور عتبہ کا بیٹا ولید نکل کر آگے آئے اور بڑی آن بان سے گردنیں اکڑا کر ھل من مبارز کا چیلنج دیا۔ ادھر سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ عوف رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ تین انصاری نکلے، مگر قریشی فراعنہ نے کڑک کر کہا: محمد! یہ کھیتی باڑی کرنے والے ہمارا کیا مقابلہ کریں گے ہمارے قریشی بھائی، ہمارے مقابلے میں نکالو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دو چچا زاد بھائیوں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا یہ تینوں ہاشمی جنگل کے شیروں کی مانند بڑھے اور چند ہی لمحات میں تینوں فرعونوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپ رہی تھیں۔ اب دونوں طرف سے نبرد آزما پل پڑے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس طرف رخ کرتے، صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل جاتے۔ تھوڑی دیر میں مشرکین ستر لاشیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کے ستر آدمی گرفتار ہوئے۔ مشرکین کی زبان پر یہ جملہ تھا کہ آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان عبدالمطلب کے بیٹے حمزہ رضی اللہ عنہ نے پہنچایا ہے۔

۳ھ میں مشرکین مکہ دلوں میں انتقام کی آگ لئے ہوئے، مدینہ پر چڑھ آئے طعیمہ نامی ایک مشرک نے اپنے غلام وحشی سے کہہ رکھا تھا، اگر تم حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کردو تو تم آزاد۔ وحشی موقع کی تاک میں تھا۔ جب جنگ کا رخ پلٹا تو اتفاق کی بات کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ ٹھوکر لگی، گرے تو زرہ پیٹ سے ہٹ گئی، وحشی نے نیزہ پھینک کر مارا، اس کا وار کاری ہوا اور انجام کار آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ دشمن نے آپ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا، ناک کان کاٹ لیے۔ (مشہور روایت کے مطابق) ہندزوجہ ابی سفیان نے آپ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکالا اور چبا کر پھینک دیا۔ جنگ کا غبار چھٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی لاش دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی رقت طاری ہوئی گریہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چیخ نکل گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **حمزة سید الشھداء** (حمزہ شہیدوں کے سردار ہیں) یہ سیادت حقیقی ہے یا اضافی؟ یہاں اس بحث کا موقعہ نہیں ہے۔

امام ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

دخلت البارحة الجنة فاذا فیھا جعفر یطیر مع الملائکة و اذا حمزة مع اصحابه

(استیعاب ص ۸۲)

ترجمہ: کل رات میں جنت میں داخل ہوا تو جعفر رضی اللہ عنہ اس میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

عطا محمد جنجوعہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مزعومہ خلافت بلا فصل کے دلائل کا جائزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ کے فضائل بیان فرمائے ہیں:

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي

ترجمہ: جس نے علیؓ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی۔ (الصحیح المسند فی فضائل الصحابہ، ص:۱۱۷)

اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے، لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔ (صحیح البخاری، ح:۴۴۱۶)

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کل یہ جھنڈا میں اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ح:۲۴۰۶)

بلاشبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور بھی احادیث ہیں لیکن کسی حدیث سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا ثبوت نہیں۔

امامیہ کے شیخ محمد حسین النجفی نے اثبات الامامت میں حدیث اتحاد نور نبی و وصی کے تحت فضائل الصحابہ لاحمد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ میں اور علی ابن ابی طالب ایک نور تھے، خداوند کی بارگاہ میں حضرت آدم کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے جب خدا نے اُن کو پیدا کیا تو اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، ایک جز میں مَیں ہوں اور دوسرے جز علی ہیں۔ ابن المغاز کی روایت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس نورانی خلقت سے متعلق فرماتے ہیں: میں اور علی ہمیشہ ایک ہی طرف میں رہے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت عبد المطلب کے صلب میں پہنچے تو جدا جدا ہو گئے، مجھ میں نبوت ودیعت کی گئی اور علی میں خلافت۔

یہ حدیث شریف دو طریقوں سے حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت مطلقہ پر دلالت کرتی ہے، ان دو بشر نورانی بزرگوں کے درمیان کسی اجنبی بشر کا حائل ہونا بالکل غیر معقول ہے۔

(اثبات الامامت، ص:182، از محمد حسین النجفی، مکتبہ سبطین، سرگودھا)

جامعہ امام بخاری سرگودھا کے شیخ الحدیث غلام مصطفیٰ اظہر امن پوری نے مذکورہ روایت کا حوالہ درج کرنے کے بعد تبصرہ کیا ہے:

تخریج: فضائل الصحابہ لاحمد:1130، مناقب علی لابن المعازلی، ص 87

تبصرہ: باطل روایت ہے، اسے گھڑنے والا حسن بن علی بن زکریا بن صالح ابوسعید عاصمی بصری ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **کان یَضَعُ الْحَدِیْثَ.** ترجمہ: ''یہ احادیث گھڑتا تھا''۔ (المغنی فی الضعفاء 253/1)

امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ذَاکَ مَتْرُوْکٌ.** ترجمہ: ''یہ متروک الحدیث ہے''۔ (سوالات السہمی، 253) نیز فرماتے ہیں: **مَتْرُوْکٌ.** ترجمہ: ''متروک ہے''۔ (تاریخ بغداد للخطیب، 384/7، سندہ حسن)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **یَضَعُ الْحَدِیْثَ ، وَ یَسْرِقُ الْحَدِیْثَ وَ یَلْزِقُهُ عَلٰی قَوْمٍ آخَرِیْنَ وَ یُحَدِّثُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یَعْرِفُوْنَ ، وَ هُوَ مُتَّهَمٌ فِیْهِمْ اِنَ اللّٰهَ لَمْ یَخْلُقْهُمْ.**

ترجمہ: ''احادیث گھڑتا اور روایات سرقہ کر کے انھیں دوسرے راویوں سے منسوب کر دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں سے روایات بیان کرتا ہے، جو پیدا ہی نہیں ہوئے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، 338/2)

حوالہ: (خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیقؓ، ص: 554 تا 555)

مذکورہ روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ نور ہیں تو غور طلب پہلو یہ ہے کہ نوری سلسلہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر منقطع ہو گیا یا اولاد میں بھی جاری رہا؟

اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر نوری سلسلہ ختم ہو گیا تو دیگر ائمہ کرام کی عصمت و امامت کس بنیاد پر ہے؟ بصورت دیگر آپ کا مؤقف ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بھی نوری سلسلہ جاری رہا تو سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر اولادِ علی رضی اللہ عنہ عصمت کی صفت سے محروم کیوں؟

اگر آپ کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نسبت کی وجہ سے سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما دونوں نوری ہیں تو قابلِ غور معاملہ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عصمت و امامت کا سلسلہ جاری رہا لیکن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد عصمت و امامت سے محروم کیوں؟

دورِ حاضر میں حسنی و حسینی نسب سے تعلق ظاہر کرنے والے بے شمار سید خاندان ہیں، جو بشری لبادہ میں موجود ہیں، وہ ہرگز معصوم نہیں۔ ہم اُس خاندانی قرب کی وجہ سے اُن کا ادب و احترام کرتے ہیں بشرطیکہ وہ صاحب ایمان اور کسی کبیرہ گناہ میں مرتکب نہ ہوں۔

جواب طلب پہلو یہ ہے کہ کس نص شرعی کے تحت وہ نوری بشری جنس سے خاکی بشری جنس میں کب اور کس طرح منتقل ہوئے؟

مذکورہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک ہی نور سے پیدا کیا، قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق نور کے پہلے جز کو نبوت کے مرتبہ سے سرفراز کر دیا جب کہ دوسرے جز و سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت بلافصل سے کیوں محروم کر دیا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا جب کہ فرعون، بنی

اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرتا رہا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے فرعون کے گھر پال کر وعدہ پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دینے پر تو قادر رہا مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت تفویض کرنے میں مجبور ولاچار کیوں ہوگیا؟ نعوذ باللہ!

ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ آگ کو حکم دے کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر گلزار کر سکتا ہے۔ دریا کے پانی سے موسیٰ علیہ السلام کے لیے جھولے کا کام لے سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ یا ارادہ ہوتا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل کے عہدہ سے ضرور سرفراز کر دیتے۔ اللہ نے یہ وعدۂ خلافت کسی کا نام لے کر نہیں کیا بلکہ مومنوں سے کیا۔ (سورۃ النور:55) اور پورا کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عہدِ طفولیت میں خانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پرورش پائی، جنھوں نے بچپن میں اسلام قبول کرلیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تربیت پر خصوصی توجہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے اُن کی روح کو تازگی بخشی، چنانچہ وہ ہمیشہ اس بات پر عمل پیرا رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے، اسکی اقتداء کرتے رہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ زہد وتقویٰ اور سخاوت وشجاعت میں بے مثال تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے سرتاج اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے شفیق باپ ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اَنْتَ مِنِّیْ ، وَ اَنَا مِنْکَ. ترجمہ: آپ مجھ سے ہیں، میں آپ سے ہوں۔ (صحیح بخاری، ح: 4251)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کو اپنی طرف اور خود کی طرف منسوب کرنا بڑی فضیلت ہے لیکن اس روایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا استدلال جائز نہیں، کیونکہ یہ فضیلت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حاصل ہے۔ چند احادیث درج ذیل ہیں:

قبیلہ اشعر: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْاَشْعَرِیِّینَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِھِمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَمَعُوْا مَا کَانَ عِنْدَھُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْہُ بَیْنَھُمْ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَھُمْ مِنِّی وَ اَنَا مِنْھُمْ .

ترجمہ: جب قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جہاد کے موقع پر توشہ کم ہو جاتا یا مدینہ میں سامان خورونوش کم پڑ جاتا ہے، تو اپنا جمع کردہ توشہ ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ (صحیح البخاری، 2486۔ صحیح مسلم :2500)

سیدنا جُلَیْبِیب رضی اللہ عنہ: سیدنا جُلَیْبِیب رضی اللہ عنہ ایک غزوہ میں سات کفار کو واصل جہنم کرنے کے بعد شہید ہو گئے تھے، ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ھٰذا مِنِّی ، وَاَنَا مِنْہُ ، ھٰذا مِنِّی ، وَاَنَا**

مِنْهُ، ترجمہ: یہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ یہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔(صحیح مسلم، ح:2472)

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما: سیدنا یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حُسَيْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ ترجمہ: حسین مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔(مسند الامام احمد، 172/4، الادب المفرد للبخاری، 364۔ سنن الترمذی: 3775، وقال حسن۔ سنن ابن ماجہ: 144۔ المعجم الکبیر للطبرانی: 274/22)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خود سے منسوب کرنا یا خود کو اُن سے منسوب کرنا والہانہ محبت و پیار اور اُنس وشفقت کا اظہار تو ہے لیکن اس روایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا استدلال درست نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے الفت ومحبت کا اظہار فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (مسند البز از،۶۳۲۔ وسند حسن، خصائص علی للنسائی: ۸۵)

محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، اس فضیلت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ منفرد ہیں، اس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔

مولا کا لفظ قرآن وحدیث میں بار بار آیا ہے، اس کا اطلاق رب، مالک، سردار، مددگار، دوست، محبّ وغیرہ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں لفظ ''مولیٰ'' کا وہی معنی کیا جائے گا جس کا متن حدیث متقاضی ہوگا۔ حدیث میں جو آیا ہے، اس سے مراد جس نے مجھ سے محبت کی اور میری دوستی اختیار کی، وہ علیؓ کو بھی دوست بنائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا کوئی مومن انکاری نہیں لیکن ''مولیٰ'' کے تمام معانی میں کوئی معنی ایسا نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا ہو۔

محدثین نے وضاحت کی ہے کہ ولی اور مولیٰ کے الفاظ میں فرق ہے۔ ولایت جو عداوت کی ضد ہے کا معنی اور ہے، اور ولایت جو امارت کے معنی رکھتی ہے اس کا مطلب اور ہے۔ حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ولایت کا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ پہلے معنی میں ہے یعنی عداوت کی ضد نہ کہ امارت کے معنی میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا جس کا میں ''والی'' ہوں، اس کا علی بھی ''والی'' ہے بلکہ حدیث کے لفظ ہیں ''جسکا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں، چنانچہ مولیٰ کے معنی والی کرنا غیر موزوں ہے۔

اس کے باوجود آپ کا اصرار یہ کہ من کنت مولاہ سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ہے تو قابلِ غور پہلو ہے: کہ آپ کا اعتقاد ہے امامت اصولِ دین سے ہے، پھر اس اہم اصول کا اعلان نہ مکہ میں، نہ مدینہ میں، نہ بیت اللہ میں، نہ مسجد نبوی میں بلکہ ایسا اہم اعلان جنگل کے تالاب پر اور وہ غیر واضح الفاظ میں کیوں؟

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اَوس وخزرج کے قبائلی تعصب کو مٹا کر شیر وشکر کیا، مکہ کے مہاجرین اور مدینہ کے انصار کو اُخوّت کے رشتہ میں پیوست کیا، ایسی امن والی ......مبارک ہستی کے نزدیک مولیٰ سے مراد خلیفہ

بلافصل ہوتا تو ذو معنی لفظ کبھی ارشاد نہ فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فصیح لفظ استعمال کرتے ہوئے فرماتے **عَلِیٌ خلیفتی من بعدی** ۔لیکن کسی حدیث میں مذکورہ انداز میں ارشاد موجود نہیں۔آپ کے بقول خلافت کا فیصلہ خطبہ غدیرِخم (۱۸ ذوالحجہ) کے موقع پر ہو چکا تھا تو قابل غور پہلو ہے، جب مسجد نبوی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام ہوئی تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں خبردار کیوں نہ کیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی نافرمانی اختیار کر رہے ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر میں میری خلافت کا اعلان فرمایا تھا۔مگر ایسی کوئی بات ان کے معتمدین سے منقول نہیں بلکہ انھوں نے رضامندی سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ خلفاءِ ثلاثہ کے دور میں اُن کے معاون ومشیر رہے اور خطبہ غدیر میں اپنی فضیلت سے متعلق خلفاءِ ثلاثہ کے دورانِ خلافت کا کہیں ذکر نہیں کیا، البتہ اپنے دورِ خلافت میں دارالخلافہ میں ذکر ضرور کیا، جس کا باعث یہ تھا کہ ایک طرف خوارج نے انھیں پریشان کر رکھا تھا، دوسری طرف خود ان کے حلقہ میں بعض افراد ان کی پالیسی سے متفق نہ تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کے دور میں اُن کو خط لکھا، شیخ سید رضی (م ۴۰۴ھ) نے نقل کیا ہے:

(وَمِنْ کِتَابٍ لَهُ عَلَیْه السَّلامُ اِلٰی مُعَاوِیَةَ) اِنَّهُ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا أَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ و عُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ فَلَمْ یَکُنْ للشَّاهِدِ أَنْ یَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ یَرُدَّ وَ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَ الأَنْصَارِ فَاِن اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ و سَمُّوْه اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰهِ رِضًی

(نہج البلاغہ، الجزء الثالث، ۲۶۶، باب المختار من کتب امیر المؤمنین ورسائلہ)

ترجمہ: حضرت علیؓ معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی بیعت کی تھی، انھوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی، جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو، اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے، وہ اگر کسی پر ایکا کر لیں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائیگی۔ (نہج البلاغہ، مترجم اردو، ۲۴۳، مکتوب نمبر ۶، از مفتی جعفر حسین، مطبوعہ لاہور)

قابل غور پہلو ہے اگر غدیرِخم کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کر دیا تھا تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خط میں یہ کیوں فرمایا کہ امام کے تقرر میں مہاجرین و انصار کی شوریٰ کا فیصلہ ہی تسلیم کیا جائے۔

یہ خط اس امر کا بین ثبوت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بخوبی واقف تھے کہ ان کی خلافت بلافصل کے بارے میں کوئی نص شرعی نہ تھی بلکہ ان کا اعتماد اس بات پر تھا کہ امارت وخلافت کا انعقاد مجلس شوریٰ کے فیصلہ پر ہے۔

☆......☆......☆

مولانا محمد احمد حافظ

رَیحانۃ النبی المصطفیٰ، سوار دوش رسول، جگر گوشۂ بتول

سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

ریحانۃ النبی المصطفیٰ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما قریش کا خلاصہ اور بنی ہاشم کا عطر تھے۔ آپ کا شجرہ طیبہ یہ ہے کہ آپ کے والد گرامی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نام حسین، کنیت ابوعبداللہ اور لقب ''سید شباب اہل الجنۃ'' اور ''ریحانۃ النبی'' ہیں۔

ولادت: ابھی آپ شکم مادر میں ہی تھے کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام الفضل نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ان کی گود میں رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اسے ناگوار جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک ناگوار اور بھیانک خواب دیکھا ہے!

فرمایا: کیا؟

عرض کیا کہ ناقابل بیان ہے!

فرمایا بیان کرو آخر کیا ہے؟

انہوں نے پورا خواب گوش گذار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو بہت مبارک خواب ہے، فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے گود میں لوگی۔

کچھ دنوں بعد خواب کو تعبیر ملی، اور گلستانِ نبوی میں ایک خوش رنگ گلِ لالہ کھلا جس کی مہک آج تک جرأت و بسالت، عزم واستقلال، ایمان وعمل اور حریت وحرارت کی وادیوں کو مشک بُو کیے ہوئے ہے۔

شعبان 4 ہجری کو آپ نے نبوت کے پرنور گھرانے میں آنکھ کھولی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دولت کدہ 'حسینؓ' کے تولد سے رشک جناں بنا۔

ولادت باسعادت کی خبر سن کر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ بچے کو دکھاؤ، کیا نام رکھا ہے؟......اور پھر اس ننھے بچے کو منگا کر اس کے کانوں میں اذان دی، گویا کہ زبان نبوت نے آپ کے کانوں میں توحید الٰہی کا صور پھونکا، اس کے بعد اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے، اور بچے کے سر کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ روایات کے مطابق والدین نے آپ کا نام ''حرب'' رکھا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ''حُسین'' (خوب صورت، اعلیٰ اوصاف والا، نیکیوں اور بھلائیوں والا) رکھا۔

عہدِ طفلی: آپ اور آپ کے بڑے بھائی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بچپن میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کی بہاروں کو خوب جی بھر کر لُوٹا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حَسن وحُسین سے غیر معمولی محبت تھی۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کبھی آغوشِ شفقت میں لیے باہر نکلتے اور کبھی دونوں منے دوش مبارک پر سوار ہوتے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی کسی ضرورت کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر سے اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا چیز ہے۔ پھر جب میں اپنی ضرورت بیان کر چکا تو پوچھا کہ یہ کیا چیز آپ نے لپیٹ رکھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن وحسین ہیں۔ جو آپ کی دونوں کوکھوں پر تھے۔ (یعنی آپ نے ان دونوں کو گود میں لے رکھا تھا) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں (حکماً) میرے بیٹے ہیں اور (حقیقتاً) میری بیٹی کے بیٹے ہیں پھر ارشاد فرمایا:

اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔ (ترمذی)

دونوں ننھے بھائی (حسن وحسین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر محبوب تھے اس کا اندازہ اس روایت سے بھی ہوتا ہے کہ:

حضرت انس بن مالک کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے کون شخص آپ کو سب سے زیادہ عزیز ومحبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین!''

حضرت انس ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت حسن اور حسین کو گھر میں نہ دیکھتے تو حضرت فاطمہ سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ!

پھر (جب حسن وحسین آجاتے تو) آپ ان دونوں کے جسموں کو سونگھتے اور ان کو اپنے گلے سے لگاتے۔ (ترمذی)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسن وحسین آگئے۔ اس وقت انہوں نے سرخ کرتے پہن رکھے تھے، بچپنے اور ناطاقتی کی وجہ سے گرتے پڑتے آرہے تھے۔ رسول اللہ کی نگاہِ مبارک پڑی تو منبر سے اُتر آئے اور ان دونوں کو اپنی گود میں اٹھالیا، پھر ان کو اپنی گود میں بٹھا کر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے:

انما اموالکم و اولادکم فتنہ

''تمہارے مال اور تمہارے اولادیں آزمائش ہیں۔''

پھر فرمایا: ......''میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ ان سے چلا نہیں جارہا اور گرتے پڑتے چلے آرہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں نے اپنی بات بیچ میں ادھوری چھوڑی اور ان کو گود میں اٹھالیا۔'' (ابوداؤد، والنسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قینقاع کے بازار سے لوٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا بچے کہاں ہیں؟

تھوڑی دیر میں دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔

آپ نے فرمایا خدایا میں ان کو محبوب رکھتا ہوں اس لیے تو بھی انہیں محبوب رکھ اور ان کو محبوب رکھنے والے کو بھی محبوب رکھ۔ (مسلم)

حسن وحسین نماز کی حالت میں بھی آپ کے ساتھ طفلانہ شوخیاں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تو دونوں بھائی ٹانگوں میں گھس جاتے۔ سجدے میں جاتے تو دوش مبارک پر سوار ہو جاتے۔ اسی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے کو بھی طویل فرما دیتے۔

عہدِ خلافت راشدہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت حسین کی عمر زیادہ نہ تھی اس لیے ان کے عہد کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں ابھی صغیرُ السِن تھے البتہ آخری دور میں آپ سنِ شعور کو پہنچ چکے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی قرابت کا خاص لحاظ فرماتے۔

چناں چہ جب بدری صحابہ کے لڑکوں کا دو دو ہزار وظیفہ بیت المال سے مقرر فرمایا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وظیفہ قرابتِ رسول کی وجہ سے پانچ ہزار ماہ وار مقرر فرمایا۔ حضرت عمر کسی چیز میں حضرات حسنین کو نظر انداز نہ ہونے دیتے۔ ایک مرتبہ یمن سے بہت سے قیمتی حُلّے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ میں تقسیم کیے۔ آپ قبر اور منبر نبوی کے درمیان تشریف فرما تھے۔ لوگ ان حُلّوں کو پہن پہن کر آپ کے پاس آتے اور شکریہ کے طور پر سلام کرتے۔ اسی دوران حضرت حسن وحسین گھر سے نکلے، جو مسجد نبوی کے ساتھ ہی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ دونوں صاحبزادوں پر پڑی تو ان کے جسموں پر حلّے نظر نہ آئے۔ آپ کے دل پر چوٹ لگی اور لوگوں سے کہا کہ مجھے تم کو حُلّے پہنا کر کوئی خوشی نہیں ہوئی اس لیے کہ ان دونوں لڑکوں کے جسم ان حلّوں سے خالی ہیں۔ چناں چہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حاکم یمن کو لکھ بھیجا کہ دو حُلّے ویسے ہی بنوا کر بھیجو۔ نئے حلّے منگوا کر دونوں بھائیوں کو پہنائے اور فرمایا اب مجھے خوشی ہوئی ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت حسین جوانِ رَعنا تھے۔ اسی زمانے میں آپ نے میدانِ جہاد میں قدم رکھا، سن تیس ہجری میں طبرستان کی فتح میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت برپا ہوئی تو سیدنا حسین اپنے برادرِ بزرگ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دولت کدۂ خلافت کا پہرہ دیتے رہے۔ سیدنا عثمان کے خلاف بغاوت کے یہ ایام نہایت سخت تھے۔ دونوں برادران نے نہایت پامردی اور جرأت واستقامت

کے ساتھ پہرہ داری کا فریضہ انجام دیا۔

جنگ صفین اور جنگ جمل میں اپنے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ جنگ جمل کے اختتام کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بغرضِ حفاظت و دلداری کئی میل دور تک چھوڑنے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب سریر آرائے خلافت ہوئے تو سیدنا حسین ان کے دست راست تھے۔ سیدنا حسن کی طبیعت صلح جوئی کی طرف مائل تھی اور خصوصاً پچھلے ادوار میں مسلمانوں میں جو آپس میں خون ریزیاں ہوئیں ان کی وجہ سے کافی کبیدہ خاطر تھے۔ چناں چہ چاہتے تھے کہ کسی طور ان لڑائیوں کا باب بند ہو اور عالم اسلام امن و چین سے زندگی بسر کرے۔ اسی خیال کے پیش نظر حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں صلح کی بات چیت چلی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اس صلح میں تردد تھا، انہوں نے حضرت حسن کو روکنا چاہا مگر ان کی برادرِ بزرگ کے سامنے پیش نہ گئی چناں چہ انہوں نے اپنے بڑے بھائی کے فیصلے پر سر تسلیم خم کیا۔ صلح نامہ جن شرائط پر ہوا تھا ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ سیدنا حسن کے لیے ''اہواز'' کا تمام خراج وقف ہوگا جبکہ سیدنا حسین کو سالانہ دو لاکھ کی رقم ملتی رہے گی۔ اس کے بعد دونوں بھائی گوشہ نشینی اختیار کر گئے۔ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزارتے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تو سرحدوں پر برپا جہاد میں بھی برابر شریک ہوتے رہے۔ خراسان، افریقہ کی جنگی مہمات میں متواتر شریک رہے۔ قسطنطنیہ پر مشہور لشکر کشی جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے اسی لشکر اسلام میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بہ نفسِ نفیس شریک تھے۔

سخاوت اور دریا دلی: دونوں برادران گرامی خلیفۃ المسلمین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے وقتاً فوقتاً دمشق تشریف لے جاتے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت عزت و احترام سے پیش آتے انہیں ہدایا پیش کرتے۔ بلاشبہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے دربار خلافت سے بہت کچھ حاصل کیا، مگر تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ دونوں بھائیوں کے پاس لاکھوں درہم آتے اور فقراء غرباء اور یتامیٰ میں تقسیم ہو جاتے۔ ایک مرتبہ دونوں حضرات حضرت معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے بہت بڑی رقم بطور ہدیہ پیش کی واپسی پر مدینہ پہنچنے سے پہلے یہ تمام رقم غربا میں تقسیم ہو چکی تھی۔ حضرت حسن نے دوبارہ اتنی ہی رقم منگوا بھیجی۔ حضرت معاویہ نے پھر سے اتنی ہی رقم دے دی اور کہا:

''لا خیر فی الإسراف''

''اسراف میں خیر نہیں''

حضرت حسن کو یہ جواب موصول ہوا تو انہوں نے جواباً کہلوا بھیجا:

لا إسراف فی الخیر

''خیر میں کوئی اسراف نہیں''

حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نماز میں مشغول تھے کہ گلی میں ایک سائل کی صدا گونجی، جلدی جلدی نماز ختم کی۔ باہر نکلے تو فقیر کی خستہ حالی دیکھی، اپنے غلام کو آواز دی، وہ حاضر ہوا تو پوچھا کہ ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لیے دیے تھے وہ ابھی باقی ہیں۔فرمایا یہ ساری رقم لے آؤ، اہل بیت سے زیادہ ایک مستحق آ گیا ہے، غلام نے وہ رقم لا کر دی تو وہ ساری کی ساری سائل کو دے دی اور اس سے کہا کہ اس وقت میرا ہاتھ خالی ہے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکا۔

فضل وکمال: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت نہایت کمسن تھے اور آپ کو براہِ راست اپنے نانا جان سے استفادہ کا موقع نہیں ملا لیکن اس کی تلافی آپ کے والد ماجد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی نے کر دی تھی۔ کمسنی کے باوجود مورخین ومحدثین کے مطابق آپ نے آٹھ احادیث براہ راست آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں، ان احادیث کے علاوہ آپ نے جن بزرگوں سے احادیث روایت کی ہیں ان کے نام یہ ہیں:...... حضرت علی، حضرت فاطمہ، ہند بن ابی ہالہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم، اور جن حضرات نے آپ سے روایات لی ہیں ان کے نام یہ ہیں: حضرت حسن، صاحبزادہ علی، زید، صاحبزادی سکینہ، فاطمہ، پوتے ابوجعفر الباقر وغیرھم۔

خطابت: خطابت میں آپ کو کمال حاصل تھا اور یہ چیز آپ کو اپنے والد گرامی سے وراثتاً ملی تھی۔ آپ کے بعض خطبات جو تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں نہایت پر اثر ہیں۔ اسی طرح آپ کے حکیمانہ اشعار بھی ملتے ہیں۔

عبادات میں انہماک:

اربابِ سیر لکھتے ہیں:......سیدنا حسین بڑے نمازی، روزہ دار، حج کرنے والے اور بہت صدقہ دینے والے تھے اور تمام اعمال حسنہ کو انجام دیتے تھے۔ نماز کے ساتھ انہیں خصوصی شغف تھا۔ آپ کا قیام اور رکوع وسجود نہایت طویل ہوتے۔ کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کو اپنے اہلِ خانہ سے ملنے کا بہت کم وقت ملتا۔ روزے کثرت سے رکھتے۔ اکثر حج آپ نے پا پیادہ کیے ہیں۔ جہاد میں شرکت کا حال تو گزر ہی چکا ہے۔

ازواج واولاد: آپ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں۔ آپ کی ازواج میں لیلیٰ، حباب، حرار، اور غزالہ تھیں۔ اولاد میں محمد، جعفر، عمر، فاطمہ، سکینہ، علی (زین العابدین) کے نام ملتے ہیں۔

شہادت: دس محرم اکسٹھ ہجری کو میدان کربلا میں آپ کی شہادت ہوئی۔ بلاشبہ یہ خاندانِ نبوت کے ایک آفتاب و ماہتاب کی شہادت تھی۔ جس نے تاریخ اسلام کے صفحات کو رنگین کر رکھا ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے آج تک حریت وحرارت، اورعزم واستقلال کے سوتے پھوٹ رہے ہیں اور مجاہدین اسلام آپ کی شخصیت گرامی سے اپنے لیے راہِ عمل چنتے ہیں۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ

غلام مصطفیٰ (آخری قسط)

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

جدید تہذیب کے دِلدادوں اور تاریخ کے رطب و یابس کی زد میں آنے والے پڑھے لکھے کرم فرماؤں سے گذارش و درخواست ہے کہ روافض کے لکھے ہوئے چیتھڑوں پر انصار کرنا چھوڑ دیں۔ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حیرت انگیز اسلامی کارناموں کو جانچنے کے لیے وسعت نظری کے ساتھ عمیق مطالعہ کریں۔ قرآن وحدیث کے اصولوں کی روشنی میں ایک عظیم حکمران کی وسیع سلطنت کے خدوخال کا بغور جائزہ لیں ایک ہی باہمی جنگ کی کہانیاں بیان کیے جانے کی بجائے غیر مسلموں سے لڑی جانے والی سینکڑوں لڑائیاں اور بے مثال اصلاحات سے خود کو روشناس کرائیں۔

تاریخ اسلام کا ایک دلچسپ سوال نامہ:

تاریخ کی مشہور کتابوں میں سے ایک ''الکامل'' میں ہے کہ قیصر روم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ مجھے درج ذیل کے بارے میں اطلاع دی جائے:

(۱) ایسی جگہ جس کا کوئی قبلہ نہ ہو

(۲) ایسا شخص جس کا کوئی باپ نہ ہو

(۳) ایسا شخص جس کا کوئی سابقہ خاندان نہ ہو

(۴) ایسا شخص جس کو لے کر اُس کی قبر چلی ہو

(۵) وہ تین چیزیں جو کسی مادرِ رحم میں پیدا نہ ہوئی ہوں

(۶) مکمل شے آدھی شے اور لاشے (نہ ہونا) کسے کہتے ہیں؟

(۷) نیز ان کے ساتھ اس خط کے ساتھ ارسال کردہ بوتل میں دنیا کی ہر چیز کے بیج مجھے ارسال کیے جائیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط اور بوتل سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم کی بارگاہ میں مطلوبہ جوابات کے لیے ارسال کردیں، سیدنا عبداللہ بن عباس نے جواب میں فرمایا کہ

(۱) ایسی جگہ جس کا کوئی قبلہ نہ ہو......خانہ کعبہ ہے

(۲) ایسا شخص جس کا کوئی باپ نہ ہو......سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں

(۳) ایسا شخص جس کا کوئی سابقہ خاندان نہ ہو............سیدنا آدم علیہ السلام ہیں

(۴) ایسا شخص جس کو لے کر قبر چلی ہو............سیدنا یونس علیہ السلام ہیں

(۵) تین چیزیں وہ جو کسی رحم مادر نہ میں پیدا ہوئی ہوں، یہ ہیں قوم ثمود کی اونٹنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دُنبہ، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا

(۶) مکمل شے وہ شخص جو صاحب عقل ہو، اپنی عقل سے کام بھی لیتا ہو، آدھی شے وہ شخص جو صاحب عقل نہ ہو، لیکن دوسرے عقل مند لوگوں کی رائے سے بھی عمل کرتا ہو اور لاشے وہ ہے جو خود بھی بے عقل ہے اور کسی عقلمند کے مشورے پر عمل بھی نہیں کرتا۔

(۷) مذکورہ بوتل، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پانی سے بھر دی اور فرمایا کہ دنیا کہ ہر چیز کا بیج یہی ہے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا فرمایا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان جوابات کے ساتھ مذکورہ بوتل، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُسے قیصر روم کی طرف ارسال کر دیا۔ یہ سب کچھ جب قیصر روم کے پاس پہنچا تو اُس نے لاجواب ہو کر کہا کہ یہ باتیں کسی نبی ہی کے گھر والوں سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔

(بحوالہ الکامل اللمبرد، جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 475)

فضائلِ معاویہ میں کچھ اصولی اور بنیادی باتیں:

(۱) قرآن پاک کی وہ تمام آیات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نازل ہوئی ان میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں

(۲) فرامین رسولؐ جو صحابہ کرامؓ کے متعلق ہیں اُن میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں

(۳) وہ خوش نصیب حضرات جنہوں نے قرآن کریم اپنے ہاتھوں سے لکھا اُن میں سیدنا معاویہؓ شامل ہیں

(۴) رسول کریم کے ساتھ جہاد میں جن خوش نصیبوں نے حصہ لیا اُن میں سیدنا معاویہؓ بھی شامل ہیں

(۵) نبی کریم کی زبان اقدس سے جن حضرات نے قرآن سُنا اُن میں سیدنا معاویہؓ بھی شامل ہیں

(۶) رسول کریم کے پیچھے جن خوش نصیبوں نے نمازیں پڑھیں اُن میں سیدنا معاویہؓ بھی شامل ہیں

(۷) وہ خوش نصیب جنہوں نے رسول کریمؐ سے احادیث روایت کیں اُن میں سیدنا معاویہ بھی شامل ہیں

(۸) وہ خوش قسمت حضرات جنہوں نے اپنی آنکھوں سے رسول کریم کو دیکھا اُن میں بھی سیدنا معاویہؓ بھی ہیں

(۹) وہ شان ومقام والے لوگ جن کے سامنے رسول کریم نے کھانا کھایا اُن میں بھی سیدنا معاویہؓ شامل ہیں

(۱۰) وہ خوش قسمت حضرات جنہوں نے نبیؐ کو چلتے ہوئے دیکھا اُن میں سیدنا معاویہؓ بھی ہیں۔

(۱۱) آپ رضی اللہ عنہ پر جبرائیل نے سلام بھیجا (البدایہ والنہایہ)

(۱۲) آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جبرائیل نے خیریت دریافت کی (البدایہ والنہایہ)

(۱۳) اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو امین بنایا (البدایہ والنہایہ)

(۱۴) سیدنا معاویہؓ اور نبی پاک ؐ کی ملاقات جنت کے دروازہ پر ہوگی ،لسان المیز ان صفحہ نمبر 25

فضائل معاویہ میں کچھ تفصیلی احادیث:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن پر خصوصی شفقت فرماتے تھے بیشتر احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ کئی مواقع پر آپ کے مقام عالی کا ذکر ملتا ہے:

(۱) **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاًو اھدبہٖ**

اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اُس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے

(جامع ترمذی ،جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 147 ،مطبوعہ ،سعید قرآن محل کراچی ،/ ابن اثیر ،اسد الغابہ ،صفحہ نمبر 386 ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ تہران 1284ھ)

(۲) **اللھم علم معاویۃؓ الکتاب والحساب وقہ العذاب**

ترجمہ: اے اللہ! معاویہؓ کو حساب و کتاب سیکھا اور اُس کو عذاب جہنم سے بچا

(کنز العمال ،جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 87 / ابن النجار ،مجمع الزوائد جلد 9 ص 356)

(۳) **اللھم علمہ الکتاب ومکن لہ فی البلاد وقہ العذاب**

ترجمہ: اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اُس کو حکمران بنا دے اور اُس کو عذاب سے بچا

(مجمع الزوائد/صفحہ نمبر 356 جلد نمبر 9)

(۴) ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے مشورہ کے لیے طلب فرمایا مگر وہ دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ادعوا معاویۃ وحضروہ امر کم فانہ امین**

ترجمہ معاویہ کو بلاؤ اور معاملہ کو اُن کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی اور امین ہیں

(۵) **لاتذکرو ا معاویۃ إلا بخیرٍ**

ترجمہ: معاویہؓ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو

(۶) **یبعث اللہ تعالیٰ معاویۃ یوم القیامۃ وعلیہ رداء من نور الایمان**

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ رضی اللہ عنہ کو اٹھائیں گے تو اُن پر نورِ ایمان کی چادر ہوگی۔

(۷) **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان معاویۃ لایضار ع احدا إلا غلبہ**

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو بھی معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑے گا، زیر ہو گا۔

(۸) **صاحب سری معاویة ابن ابی سفیان فمن حبه فقد نجا و من أبغضه فقد هلک**

ترجمہ: معاویہ میرے رازدان ہیں جس نے ان کے ساتھ محبت کی نجات پا گیا، جس نے بغض رکھا ہلاک ہوا۔

(۹) **احلم اُمتی معاویه رضی الله عنه**

ترجمہ: میری اُمت میں معاویہ سب سے زیادہ بردبار ہیں۔

(۱۰) **یا معاویه رضی الله عنه ان ولیت الا مر فاتق الله۔**

ترجمہ: اے معاویہ رضی اللہ عنہ تمہارے سپرد امارت کی جائے تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا۔

(۱۱) **اول جیش من امتی یغز والبحر فقد اوجبوا**

ترجمہ: میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو بحری لڑائی کا آغاز کرے گا اُس پر جنت واجب ہے۔ (بخاری جلد اول صفحہ نمبر 409)

ابن اثیر اور تمام تاریخوں کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بحری لڑائی کا آغاز کیا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تو ملک کا والی ہو جائے تو رعایا سے حُسن سلوک کرنا (تطہیر الجنان صفحہ نمبر 14)

(۲) خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کرو جب وضو کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ اگر تمہیں خلیفہ بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا (تطہیر الجنان ص15)

(۳) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہ نصیحت خود ہی فرمائی، اے معاویہ نیکوکار کی نیکی قبول کرنا۔ (طبرانی)

(۴) بڑوں سے درگزر کرنا معاف کرنا۔ یہ نصیحت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو کی۔ (طبرانی)

(۵) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اُن بارہ خلفاء میں شامل ہیں جن کی بشارت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی (تطہیر الجنان صفحہ نمبر 15)

(۶) آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو بشارت جنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دی۔ (مجمع الزوائد، ص:357، ج:9)

(۷) سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ فرمارہے تھے کہ خواب میں ایک شیر کی زبانی آواز آئی جو منجانب اللہ تھی کی معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے کی بشارت دے دی جائے (طبرانی)

(۸) لوگوں کو خبر دی جائے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ (طبرانی)

(۹) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر (وحی اور خطوط) لکھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد، صفحہ نمبر 357 جلد نمبر)9

(۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سردار نہیں دیکھا۔(طبرانی)

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اپنے کاموں میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلالیا کرو

(۱۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کرو(تطہیر الجنان)

(۱۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! معاویہ رضی اللہ عنہ طاقتور ہیں،(تطہیر الجنان)

(۱۴) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو صاحب علم کہا۔(البدایہ والنھایہ)

(۱۵) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لشکر کے مقتول اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔(مجمع الزوائد، ج:1،ص:258)

(۱۶) سیدنا معافیٰ بن عمران سے سوال کیا گیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز انہوں نے کہا کیا؟ تم ایک تابعی کا صحابی سے مقابلہ کرتے ہو۔(البدایہ)

(۱۷) سیدنا معافی نے قسم کھا کر کہا سیدنا معاویہ آپ کے کاتب امین تھے۔(البدایہ)

(۱۸) سیدنا ابن عمران نے قسم کھا کر کہا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی تھے

(۱۹) سیدنا ابن عمران نے کہا کہ جو آپ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہے اُس پر تمام لوگوں اور سب مخلوق کی لعنت ہو۔

بحوالہ البدایہ والنھایۃ ،صفحہ نمبر 139 جلد نمبر 8

(۲۰) حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم رشتہ دار تھے۔

(۲۱) آپ ہی نے لکھا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

(۲۲) حضرت شاہ والی اللہ نے لکھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کبھی بدظنی نہ رکھنا۔

(۲۳) شاہ صاحب لکھتے ہیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کر کے ضلالت نہ لینا۔

(۲۴) آپ نے لکھا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بدظنی حرام ہے اسی طرح بدگوئی بھی حرام ہے۔(ازالۃ الخفاء)

(۲۵) سیدنا عبدالقادر جیلانی نے فرمایا اگر میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے راستے میں بیٹھ جاؤں اور ان کے گھوڑے کے سُم کا غبار مجھ پر پڑے تو میں اُسے اپنی نجات کا وسیلہ سمجھتا ہوں(امدادالفتاویٰ، ج:4،ص: 132)

سیدنا معاویہ اور حضرات علی وحسن وحسین رضی اللہ عنہم کے آپس کے تعلقات:

(۱) سیدنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ اس اُمت کے لیے ہر اُس چیز سے بہتر تھا۔ جس پر کبھی سورج طلوع ہوا۔(بحارالانوار، 164 جلد نمبر 10)

نوٹ: حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جو بیعت کی اس

بیعت کو سیدنا امام محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم بہت عمدہ و قیمتی کام قرار دے رہے ہیں۔

(۲) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ کی ابتدا کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ آپ اس بات کے سب سے زیادہ خواہاں تھے کہ مسلمانوں میں باہمی قتال ہرگز نہ ہو (منہاج السنہ، صفحہ نمبر 220,219 جلد نمبر 2)

(۳) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ شام آئے اور کھڑے ہو کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی (بحار الانوار، صفحہ نمبر 124 جلد نمبر 10، مُلّا باقر مجلسی ایرانی)

(۴) مُلّا باقر مجلسی سے ہی روایت ہے کہ سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے انہوں نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ (بحار الانوار، صفحہ نمبر 124 جلد نمبر 10)

نوٹ: اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خاطی اور ناحق تھے تو سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنھم نے کیا ایک خاطی اور ناحق کے ہاتھ پر بیعت کی؟ تو پھر خود خاطی اور ناحق نہ ہوئے؟

(۵) سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے تعلقات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت اچھے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت یزید کو اہل بیعت کے ساتھ حُسن سلوک کی وصیت کی تھی۔

مُلّا باقر مجلسی اپنی کتاب جلاء العیون میں لکھتا ہے کہ حضرت معاویہ کی وصیت تھی: وہ تعلقات جو میں نے اب تک ان حضرات اہل بیعت کے ساتھ محکم اور استوار کر رکھے ہیں اُنہیں ہرگز قطع نہ کرنا۔

(۶) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین و جمل کے مقتولین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ان میں سے جو شخص بھی صفائی قلب کے ساتھ مرا ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ (مقدمہ ابن خلدون)

(۷) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین سے واپسی پر فرمایا امارت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی بُرا مت سمجھو کیونکہ جس وقت وہ نہ ہوں گے تم سروں کو گردنوں سے! اُڑتے ہوئے دیکھو گے۔ (شرح عقیدہ واسطیہ)

(۸) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب شہادت علی رضی اللہ عنہ کی خبر ملی تو رونے لگے۔ (البدایہ ص:130، ج:8)

(۹) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو صاحب فقہ کہا ہے۔ (البدایہ)

(۱۰) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو صاحب فضل کہا ہے۔ (البدایہ)

(۱۱) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم اصحاب پیغمبر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے افضل ہونا تو کجا (الروضۃ الندیہ، شرح عقیدہ واسطیہ ۴۰۴)

نادر صدیقی

منقبت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

کون ہے پیاس کی عصمت کو بچانے والا
کون ہے پانی پیمبر کو پلانے والا

کون ہے جس نے صحابہ پہ سخاوت کی ہے
کون ہے جس نے بڑے لوگوں کی دعوت کی ہے

ہاتھ کھولے تو مدینے کو سخی کرنے لگے
ہم فقیروں کو بھی عثمان...... غنی کرنے لگے

آنکھ اٹھائے تو مَلَک آنکھ جھکانے لگ جائیں
ہاتھ اٹھائے تو عزازیل ٹھکانے لگ جائیں

ایسی پاکیزہ حیا جس پہ حیا ناز کرے
کیوں نہ عثمان پہ محبوبِ خدا ناز کرے

مشک و کافور سے معمور ہے دنیا اس کی
یعنی دو نور سے معمور ہے دنیا اس کی

سایۂ گنبدِ خضرا میں مکیں ہے اب بھی
اپنے محبوب نگینوں کے قریں ہے اب بھی

(حرم معظم مکہ مکرمہ میں لکھی گئی)

ڈاکٹر محمد سعید کریم بیبانی

جنگِ یمامہ

سناؤں جنگِ یمامہ کا قصہ اے احباب؟ — کہ جس میں قتل ہوا تھا مسیلمہ کذاب
پیغمبر کا کیا جس نے کذبیہ دعویٰ — چنانچہ آقاؐ نے لشکر جہاد کا بھیجا
جہاد ایسوں سے کرنا ہے فرض، بے شک ہے — رسول پاکؐ کا ہر اُمتی پہ یہ حق ہے
مگر وہ فوج مدینے کی حد سے جو نہی گئی — وصال آقاؐ کی بے حد حزیں خبر آئی
ابوبکرؓ، جو بنے تب خلیفہ اوّل — کہا، جہاد ہی کذّاب سے ہے واحد حل
چلا جو لشکرِ جرارِ خالد ابنِ ولیدؓ — تو ایک قلعہ نما باغ میں چھپا وہ پلید
کسی نے کھول لیا باغ کا وہ دروازہ — مجاہدوں نے کیا بند، کنجی کو پھینکا
پھر اسکے بعد وہاں دوبدو لڑائی ہوئی — مسیلمہ کی وہیں پر تھی موت آئی ہوئی
اسے تو ''وحشیؓ'' نے برچھی سے زخمی کر ڈالا — ابو دجانہؓ نے تلوار ماری، سر کاٹا
اور اسکے ساتھ کوئی بیس اک ہزار مرے — گماشتے جو تھے کذّاب کے، وہ بچ نہ سکے
یہی علاج تھا ان جھوٹے دعوے داروں کا — مقام ختم نبوت کے سہو کاروں کا
قریب چھ سو مسلمان بھی شہید ہوئے — اور ان میں حافظِ قرآن، ستّر ایک بھی تھے
ابوبکرؓ کو تبھی عمرؓ نے دی یہ رائے — قرآنِ پاک کتاباً بھی لکھ لیا جائے
چنانچہ بیٹھے جو حفّاظ و کاتبینِ وحی — تو ایک نسخے کی تدوین، غور فکر سے کی
یہ نسخہ حضرتِ حفصہؓ کے پاس تھا رکھا — اسی کو لے کے پھر عثمان غنیؓ نے نشر کیا
حضورِ پاکؐ کی ناموس سب سے پیاری ہے — دوام ختمِ نبوت پہ جان واری ہے

سعود عثمانی

فراق کیا ہے

فراق کیا ہے کسے خبر ہے
حدِ مدینہ تھی جس پہ اک شہسوار پابستہ چل رہا تھا
یمن کی جانب سفر کی خاطر
ضروری زادِ سفر بھی بار ہو چکا تھا
وداع کرنے وداع ہونے کا وقت سر پر تھا
رنج آزار ہو چکا تھا
دیارِ دل دار ہولے ہولے قدم اٹھاتے بچھڑنے والوں کو دیکھتا تھا
سوار تھا دور جانے والا
اور اس کو رخصت کے لفظ کہتا
سوار کے ساتھ ساتھ پیدل وداع کرنے کو چل رہا تھا
وہ دوست جو اس کو بھیجتا تھا
وہ دوست اک عام دوست کب تھا
یہ کب ہوا ہے کہ ہر کسی شہسوار کا یہ نصیب بھی ہو
کہ ایسا سردار دوست ہو جو نبی بھی ہو اور حبیب بھی ہو؟
جو دل کے اتنے قریب بھی ہو
وہ جس نے اک بار جانے والے کا ہاتھ پکڑا تھا اور کہا تھا
کہ ''مجھ کو اللہ کی قسم، اے معاذ! تم سے مجھے محبت ہے''
اور یہ الفاظ اس سے بارِ دگر کہے تھے
کسی کو یہ بخت کب ملا ہے
حبیب پروردگار کا یوں حبیب ہونا
نبی کے دل کے قریب ہونا
وہ خوش مقدر سوار تھا جس کی خوش نصیبی
سواری کے ساتھ ساتھ پیدل وداع کرنے کو چل رہی تھی

ہدایتیں اور نصیحتیں پوری ہو چکی تھیں
تو پھر توقف کے بعد اس کے خلیل نے اس سے یہ کہا تھا
کہ ’’اے معاذ! اب یہ سال گزرا
تو شاید اب اس کے بعد مجھ سے نہ مل سکو گے
تو عین ممکن ہے تم پھر آؤ تو میری مسجد سے اور مری قبر ہی سے گزرو‘‘
معاذ ابن جبل مدینہ کی حد پہ تھے اور یہ ضبط کی بھی حد تھی
تو بند ٹوٹا اور ان کی آنکھوں نے آنسوؤں کو سفر پہ بھیجا
وہی سفر جس کے بعد آنکھیں پھر آنسوؤں سے نہ مل سکیں گی
بچھڑنے والا ہی جانتا تھا
سفر سے پہلے کا یہ سفر اختتام ہونا
سو ان کا دل تھا کہ پھٹ رہا تھا
ہوائے شہرِ نبی کا جھونکا تھا اور گلے سے لپٹ رہا تھا
معاذ ابن جبل کو معلوم ہی نہیں تھا
کہ ان کی رخصت دراصل رخصت حبیب کی تھی
کہ عارضی ہجر دائمی تھا
کہ یہ ملاقات آخری تھی
وادع کرنا وداع ہونے کی اک کڑی تھی
جو دونوں سمتوں میں کھینچتی تھی عجب گھڑی تھی
معاذ ابن جبل سے پوچھو
کہ قربِ محبوب کا شدید اشتیاق کیا ہے
معاذ ابن جبل سے پوچھو
اطاعتوں اور محبتوں میں سے اس جگہ فوقیت کسے ہے
جو اپنے جلتے چراغ کے ساتھ جل رہا ہو وہ طاق کیا ہے
معاذ ابن جبل سے پوچھو فراق کیا ہے

علامہ عبدالرشید نسیم طالوتؔ رحمہ اللہ

امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(یوم پیدائش: 23 ستمبر 1892ء)

حضرتِ سید عطاء اللہ شاہؒ مومنوں کا قافلہ سالار ہے
پاسدارِ عزتِ ابرار ﷺ ہے ناخدائے کشتیِ احرار ہے
غازیٔ گفتار بھی ہے ٹھیک ہے اصل میں پَر غازیِ کردار ہے
معرکوں میں اپنے دادا کی طرح شیر ہے، مقدام ہے، کرّار ہے
آپ کی تقریر ہے سحرِ حلال آپ کا ہر لفظ نزہت بار ہے
قادیانی فتنہ کے اسرار سے آپ واقف ہیں کِسے اِنکار ہے
پر جناب مِیرزا بھی گھاگ ہے وہ بھی، حضرت، ایک ہی عیّار ہے
ربِّ لندن کا چہیتا پُوت ہے قادیاں کی دُم کٹی سرکار ہے
دیو استبداد کا ایجنٹ ہے قصرِ استعمار کا معمار ہے
اس کے ہر نخرے میں سو سو مکر ہے اس کا ہر انداز خدمت کار ہے
اس کے استیصال کی خاطر جناب ہمّتِ صدیقؓ ہی درکار ہے

باز آں رسمِ کہُن را زندہ کُن
سنتِ صدیقؓ را تابندہ کُن

(1940ء قادیان میں لکھی گئی)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا منظور احمد آفاقی

ذراسی احتیاط...........فوائد بے شمار

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک دفعہ ایک گھر کو آگ لگ گئی تھی۔ آپ نے تحقیقات کرائیں۔ معلوم ہوا کہ رات کے وقت صاحب خانہ چراغ بجھائے کے بغیر سو گیا تھا۔ ایک چوہا اپنے بل سے نکلا۔ چراغ کے پاس پہنچا اور اس میں پڑے ہوئے تیل کو پینے لگا۔ تیل ختم ہوا تو اس نے بتی کا نچلا سیرا منہ میں دبایا اور چھت پر چڑھ گیا۔ بتی کا دوسرا سرا بدستور جل رہا تھا۔ چھت گھاس پھوس اور کھجور کی شاخوں کا ایک چھپر تھی، جس نے فوراً آگ پکڑ لی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے گھر میں پھیل گئی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان هذه النار انماهی عدو لکم، فاذا نمتم فاطفئوها عنکم''

ترجمہ: ''آگ تمہاری دشمن ہے، جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو یہ پابندی صرف صرف آگ پر نہیں لگائی گئی بلکہ ہر اس چیز پر ہے جس سے نقصان کا اندیشہ ہو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۱)

ایک آدمی پانی کے لیے ٹونٹی کھولتا ہے پانی نہیں نکلتا لیکن وہ کھولتا ہی چلا جاتا ہے۔ جب ٹونٹی مکمل کھل جاتی ہے اور پانی برآمد نہیں ہوتا تو وہ شخص ٹونٹی کو اسی کھلی ہوئی حالت میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے اس کے بعد جب پانی اپنے وقت پر آتا ہے تو ضائع ہوتا رہتا ہے۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو زیادہ پانی نکلنے کی صورت میں کوئی نقصان بھی ہو سکتا ہے لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ جب ٹونٹی کھولی تھی اور پانی نہیں تھا تو اسے اسی وقت ہی بند کر دیا جاتا تاکہ، کوئی نقصان نہ ہو۔

ایک دوسرے شخص نے بجلی کا سوئچ آن کیا تاکہ بلب جلے یا پنکھا چلے لیکن برقی رو معطل تھی لہٰذا اس سوئچ کو اسی وقت ہی آف کر دیا جائے۔ لیکن غافل لوگ اس سوئچ کو آن ہی چھوڑ دیتے ہیں اور جب برقی رو بحال ہوتی ہے اور گھر میں کوئی نہیں ہوتا تو بلب جلتا اور پنکھا چلتا رہتا ہے۔ یعنی بجلی ضائع ہوتی رہتی ہے۔ جو قومی نقصان ہے۔

ایک تیسرے شخص نے گیس کا چولھا وغیرہ آن کیا۔ گیس نہیں نکلا تو اسے بھی وہ اسی وقت آف کر دے۔ ورنہ آن رہنے کی صورت میں گیس کے نکلنے سے جو نقصان ہوگا اس کا تصور ہی لرزا دیتا ہے۔ آپ رات کو جب سونے لگیں تو بجلی یا گیس کا ہیٹر بھی بند کر دیں۔ آن رہنے کی صورت میں کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے، بلکہ اس کام میں غفلت برتنے پر کئی حادثات رونما ہو چکے ہیں۔ کئی قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں اور گھر کے گھر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔

آپ نے گیس کے چولھے پر دودھ وغیرہ گرم کرنے کے لیے رکھا۔ جب اسے جوش آیا تو پتیلے سے نکل کر چولھے پر گرا جس سے آگ تو بجھ گئی لیکن گیس نکلتی رہی حتی کہ پورا کچن یا کمرا گیس سے بھر گیا۔ اس صورت حال میں اگر دیا سلائی جلائی جائے کو آگ بھڑک کر پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور ہر چیز جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ ان حادثات اور نقصان پر اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو یاد کیجیے: ''آگ تمہاری دشمن ہے''۔

پھر اس دشمن سے غافل مت رہیے۔

یہ ۱۹۷۲ء کی بات ہے کہ ایک دن میرے کمرے میں (میری عدم موجودگی میں) ایک چور گھس آیا۔ انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ تھی۔ وہ اس نیت سے آیا تھا کہ تنخواہ مل چکی ہے۔ اچھی خاصی رقم ہاتھ آئے گی لیکن میں ابھی تنخواہ کی رقم کمرے میں نہیں لایا تھا۔ اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ اس نے اپنی خفت مٹانے کے لیے کمرے کی بہت سی اشیاء چرائیں اور بھاگ گیا۔ میں اپنے وقت مقرر پر وہاں پہنچا تو کمرے میں افراتفری کا عالم تھا۔ کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ رقم کی تلاش میں اس ظالم نے اس قدر ادھم مچایا کہ ایک سنورے سنبھلے کمرے کو اچھا خاصا کباڑ خانہ بنادیا۔ کمرے کے دروازے تو بند تھے لیکن ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی حالانکہ میں اسے بھی بند کر کے گیا تھا۔ میں نے اس کھڑکی کا جائزہ لیا۔ اس کی ایک چٹخنی نیچے فرش پر پڑی تھی۔ چور نے اسی کھڑکی پر دھینگا مشتی کی تھی، نتیجہ اس کی اندر والی چٹخنی جڑ سے اکھڑ گئی۔ اس کے ساتھ ایک دوسری چٹخنی بھی تھی جسے میں نے بند نہیں کیا تھا۔ اور ایک تیسری چٹخنی نیچے تھی وہ کھلی ہوئی تھی۔ اس حادثے پر میری آنکھیں کہ کھڑی بنانے والے نے تین چٹخنیاں بے کار فٹ نہیں کی تھیں۔ اس نے میرا بھلا سوچا تھا لیکن مجھے اس کا احساس اس واردات کے بعد ہوا میں نے اسی دن تہیہ کرلیا کہ آئندہ کھڑکیوں اور دروازوں کی تینوں چٹخنیاں بند کروں گا تا کہ پھر کسی نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ صرف ارادہ ہی نہیں تھا بلکہ میں نے اس پر سختی سے عمل کرنا شروع کردیا۔ رات ہو یا دن، روشنی ہو یا تاریکی جب بھی میں کوئی دروازہ بند کرتا ہوں تو اوپر والی دونوں اور نیچے والی ایک چٹخنی ضرور بند کرتا ہوں۔ میں یہ معمولی کام تقریباً آدھی صدی سے برابر کر رہا ہوں۔ یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں احباب میرے اس کام کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور میں بھی انہیں اس کے لیے مجبور نہیں کرتا لیکن اپنے بچوں کو اس کا عادی ضرور کرلیا ہے۔ پہلے تو انہیں میرا یہ طریقہ پسند نہیں تھا وہ کہتے تھے کہ جب ایک چٹخنی سے کام بن جاتا ہے تو دوسری دو پر وقت کیوں ضائع کیا جائے؟ رفتہ رفتہ میں نے انہیں قائل کرلیا کہ ایک چٹخنی چور سے کھل سکتی ہے مگر تین چٹخنیاں اسے چٹخنیاں کھلائی ہیں۔ صد شکر کہ انہیں میری منطق سمجھ آگئی اور وہ بھی تین تین چٹخنیاں بند کرنے لگے ہیں۔

میرے ایک داماد اس طریقے پر خاصے چیں بہ جبیں ہوئے۔ کہنے لگے محترم! آپ کھڑکیوں اور دروازوں کو تگنی کا ناچ کیوں نچواتے ہیں؟ ''توحید'' کا اقرار کرتے ہوئے ''تثلیث'' پر عمل کس لیے کرتے ہیں؟'' میں نے ان سے بحث نہیں کی بلکہ ان کا ہاتھ پکڑا اور ایک دروازے کے پاس لے گیا۔ میں نے کہا ''بیٹا اسے بند کیجئے''۔ اس نے دروازہ بند کیا۔ میں نے کہا ''اس کی اوپر والی دونوں چٹخنیاں بند کریں۔ انھوں نے دونوں بند کیں۔ میں نے کہا 'اب ذرا جھک کر نیچے والی بھی بند کردیں''۔ انھوں نے بلا چون و چرا وہ بھی بند کردی۔ میں نے کہا اب ذرا دروازے کو دھکا لگا کر دیکھیں کہ کس قدر مضبوطی سے بند ہو چکا ہے۔ انھوں نے دھکا لگایا اور کچھ زور آزمائی بھی کی لیکن دروازے میں ذرا سی بھی حرکت پیدا نہ ہوئی میں نے کہا چور کیا چور کا باپ اسے نہیں کھول سکتا یہ ہے چوری کا سد باب اور چوروں

سے بچاؤ کا طریقہ! انھوں نے بے ساختہ کہا ''بجا فرمایا آپ نے'' الحمد للہ میرے داماد کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔

ایک آدمی کے ہاتھ میں مسواک یا ٹوتھ برش ہے۔ اس نے پانی کی ٹونٹی کھول کر کلی کی اور دانتوں کی صفائی شروع کر دی۔ اس عمل کے دوران میں ٹونٹی کھلی رہتی ہے اور بالٹیوں کے حساب سے پانی نکل کر ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ ایک غفلت ہے اس کا ازالہ کیجیے۔ اور دوسروں کو بھی سمجھائیے۔ پانی صرف اس وقت کھولیں جب آپ نے کلی کرنی ہو یا ہاتھ منہ دھونا ہو۔ مسواک اور برش کرتے ہوئے پانی کو بند رکھیں۔ اگر آپ پانی کا بل بھی ادا کرتے ہیں تو آپ کو پانی کا یہ ضیاع فوراً بند کر دینا چاہیے۔

وضو کرتے ہوئے بھی اس احتیاط کو ملحوظ رکھیں۔ اعضائے وضو کو تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اس سے زیادہ پانی کا استعمال شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہے۔ فقہائے کرام نے پانی کے اسراف سے منع کیا ہے۔

بجلی کے بل حد سے زیادہ آنے لگے ہیں میں نے اور میرے اہل خانہ نے طے کر لیا ہے کہ بجلی کی اشیاء بقدر ضرورت استعمال کی جائیں اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو بجلی کے سوئچ آف کر دیے جائیں۔ چنانچہ جب میں کمرے سے باہر نکلتا ہوں تو بلب اور پنکھا بند کر دیتا ہوں۔ اور بچوں کو بھی تاکید کر دی ہے کہ کمرے سے نکلنے والا آخری شخص پنکھے اور بلب بند کر دیا کرے، ہم رات کے وقت بھی دو تین ضروری بلبوں کے سوا باقی تمام بلب بند کر کے سوتے ہیں۔ اگر آپ کو ہماری یہ چھوٹی چھوٹی احتیاطی تدبیریں پسند آئیں تو آپ بھی انہیں اپنا لیجیے ان کے فائدے سمیٹے اور نقصان سے بچے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

مشاہداتِ قادیان

مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ

● قادیان میں مجلس احرار اسلام کی اوّلین صدائے حق ● دفتر کا قیام ● تاریخی احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد ● قادیانیوں کے ساتھ مناظرے اور مقابلے ● قادیان کے مسلمانوں میں جرأت واستقامت کی روح پھونکنے کے ایمان پرور تذکرے ● کفرستانِ قادیان میں احرار کے پہلے مبلّغ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ کے قلم سے قادیان میں تحفظ ختم نبوت کی تاریخ ساز جدوجہد ● تحریک تحفظ ختم نبوت کی نوسالہ مقدس جدوجہد کے عینی شاہد اور میدانِ عمل میں دادِ شجاعت دینے والے عظیم مجاہد کی زبانی۔

صفحات: 400 قیمت -/600 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی

میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا

حادثوں کی آنچ ! تو نے لاکھ سلگایا مجھے
میں تر و تازہ ہوں، شاخِ زندگی آ دیکھ لے

15/ جولائی 2021ء رات کوئی ڈیڑھ بجے، گھر کی گھنٹی بجی۔ دروازہ کھولا۔ بیٹا (حافظ شفیق الرحمٰن) اور بھتیجا (اشعر خلیل) سامنے کھڑے تھے۔ ہسپتال سے یہ خبر لے کر آئے تھے کہ مانی (عمیر الطاف) ہم سے روٹھ گیا ہے۔ دور، بہت دور چلا گیا ہے...... ایک بجلی کوندی، صدمے کا پہاڑ ٹوٹا نہیں...... میری کمر ٹوٹ گئی۔ ایسے جیسے مکان میرے سر پر آ گرا ہو۔ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ وہ کہہ رہے تھے۔ ''ابا جی! ہسپتال سے مانی کی میت ہم آبائی گھر لے کر آ رہے ہیں''

اپنی ماں کی وفات کے بعد، مانی نے ساری زندگی میرے ساتھ گزاری۔ اپنی شادی کے بعد بھی میرے ساتھ رہا۔ کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ دھیما لہجہ، بڑے پیار سے بات کرتا۔ اگر کبھی ناراض ہوا بھی تو خاموش ہو جاتا۔ چپ سادھ لیتا۔ ایک دو گھنٹوں کے بعد میں اس کی دکان پر جاتا۔ اُسے مخاطب کر کے کہتا: ''ہاں! بھئی جوان! غصہ ٹھنڈا ہوا؟'' مانی مسکرا اٹھتا۔ میرے گلے لگ کر کہتا: ''ابو! مجھے اچانک غصہ آ جاتا ہے ورنہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں شرمندہ ہوں''۔ پھر ہم دونوں دوستوں کی طرح گپ شپ لگاتے، چائے پیتے، باتیں کرتے، خاندان کے حال احوال کی، گھر کی، دنیا جہان کی باتیں کرتے۔ پچھلی سردیوں کی بات ہے، میں اس کی دکان پر گیا۔ ابھی رات بھیگ رہی تھی۔ اس نے مجھے دیکھ کر سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ حالانکہ وہ عموماً رات بارہ بجے دکان بند کیا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا، کیا بات ہے؟ کہنے لگا ابو! چلیں کہیں چلتے ہیں۔ میرا آج مچھلی کھانے کو جی چاہتا ہے۔ کھانے کے دوران اس نے مجھ سے ڈھیر ساری باتیں کیں۔ دل کی باتیں، دکھ کی باتیں، ایک دوست کی طرح اپنا غبار نکالا۔ اپنی ماں کو یاد کرتا رہا۔ روتا رہا...... اصل میں جب تک وہ زندہ رہا، اس نے اپنی ماں کو نہیں بھلایا۔ جیسے ماں کی ممتا سے محرومی کا احساس اسے ہمیشہ ڈستا رہا ہو کہ

مائیں جب مر جاتی ہیں
ریت سے آنکھیں بھر جاتی ہیں

مانی ایک بہت ہی متحمل مزاج آدمی تھا۔ اگر کبھی اپنی بیگم سے ناراض ہوا بھی تو گھر سے باہر نکل جاتا۔ میری بہو میرے پاس آتی۔ ابو! کچھ بھی نہیں ہوا، بس ذرا سی بات پر مجھے ڈانٹ دیا اور خود باہر چلے گئے۔ میں بھی باؤلی ہوں، نہ بولا کروں...... میں کہتا، بیٹی! کوئی بات نہیں، اس کی عادت ہے، دیکھنا ابھی واپس آ جائے گا۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد مانی صاحب ہنستے ہوئے گھر آ جاتے۔

مانی کی سوتیلی ماں نے بھی اس کی جدائی کا بڑا صدمہ لیا، اس کا ذکر آتے ہی رونا شروع کر دیتی ہے۔ میں نے

ایک دن کہا کہ آپ مانی کی سوتیلی ماں ہیں آپ کو اتنا صدمہ ہے، تو کہنے لگی: مانی نے اتنا عرصہ ہمارے ساتھ گزارا کبھی اس نے میرے ساتھ بدتمیزی نہیں کی۔ میرے اپنے بیٹے، میرے ساتھ اگر کبھی مکمل احترام سے پیش نہ آتے تو انھیں سمجھاتا کہ اپنی ماں کی قدر کیا کرو۔ دیکھو! میری ماں نہیں ہے مجھ سے پوچھو میں خود کو کتنا تنہا محسوس کرتا ہوں۔

اور قارئین! اب میں مانی کے بغیر اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرتا ہوں۔

میرا رنگ روپ بگڑ گیا میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اُجڑ گیا، میں اسی کی فصلِ بہار ہوں

مانی کی موت پر اس کے بھائی بہنوں نے، اعزاء واقربا نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آہ و بکا نہیں کی۔ ہاں اس کے جنازے پر جی بھر کے روئے، آنسو بہائے کہ آنسوؤں پر کوئی روک نہیں اور جنازہ نفرتوں کا ہو تو تب بھی ہوک اٹھتی ہے! اور یہ تو اپنے لختِ جگر کا جنازہ تھا۔

مانی اپنے اللہ کے پاس چلا گیا۔ سب لوگ آہستہ آہستہ اپنے اپنے گھروں کو سدھار گئے۔ گھر میں ایک سناٹا ہے...... ایک وحشت ناک سناٹا اور کسی اپنے بہت ہی پیارے کے چلے جانے کے بعد ایک سوگ اور اداسی کا یہی سناٹا تو گھر والوں کے حصے میں آتا ہے۔

لوگ تعزیت کے لیے آتے ہیں، کہتے ہیں: ''صبر کرو''! مگر دل قابو میں نہیں رہتا کہ

وہ بدنصیب ماپے، بچھڑے ہیں لال جن کے　　کس کس طرح سے فرقت ان کو ستا رہی ہے
اک دیکھی بھالی صورت، اک موہنی سی مورت　　آنکھوں میں پھر رہی ہے دل میں سما رہی ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت ——— ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء ——— 1946ء) جلد اوّل

● قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ ● قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت ● قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار و ختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے ● حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر ● تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات و نتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ ● ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات: 572　　قیمت-/1000 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان　0300-8020384

ڈاکٹر عمر فاروق احرار دوسری و آخری قسط

ایک نومسلم کی سرگزشت

پروفیسر طاہر احمد ڈار 1967ء میں فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ مقامی کالج میں انگریزی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ پروفیسر طاہر احمد ڈار ایک سو چودہ سال سے قادیانیت پر قائم رہنے والے خاندان کے وہ پہلے فرد ہیں، جنھوں نے قادیانیت کو ترک کیا اور اسلام کی دولت پائی۔ اسلام کی سعادت حاصل کرنے میں پروفیسر صاحب کے پانچ بچے اوران کی اہلیہ بھی شامل ہیں۔ زیرِ نظر تحریر میں ان کے قبول اسلام کی روداد انھی کے الفاظ میں بیان کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

قادیانیت کی ساری عمارت ہی جھوٹ پر قائم ہے۔ وہ ہر معاملے میں جھوٹ بولتے ہیں۔ مثلاً قادیانی اپنی اصل تعداد کبھی نہیں بتائیں گے، بلکہ ہمیشہ اپنی تعداد کو بڑھا چڑھا کر ہی پیش کریں گے۔ نادرا کے ریکارڈ کے مطابق رجسٹرڈ قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ 60 ہزار 473 ہے، چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ چوتھے قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد نے اپنے ہی پیش رو بھائی مرزا ناصر احمد (تیسرے قادیانی خلیفہ) کی بیان کردہ قادیانیوں کی تعداد سے اختلاف کیا اور اُسے رد کردیا۔ 1993ء میں موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد نے نئے بیعت ہونے والے قادیانیوں کی تعداد 2 لاکھ 64 ہزار 308 بتائی۔ اگلے سالوں میں یہ تعداد ڈبل کرتے گئے۔ جس میں احمدیوں کی اصل تعداد الگ تھی۔ 2002ء میں نئی بیعتوں کی تعداد 2 کروڑ 6 لاکھ بتائی گئی۔ پھر اُنہیں یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا کیا جھوٹ بول چکے ہیں، لہٰذا بڑھتی ہوئی بیعتوں کا گراف یک دم نیچے آنے لگتا ہے۔ 2003ء میں 8 لاکھ اور پھر 2005ء میں یہ تعداد تین لاکھ تک نیچے آجاتی ہے۔ کل بیعتوں کی تعداد کا اعلان 16 کروڑ 60 لاکھ ہوا تھا۔ 2003ء میں مرزا مسرور احمد جب خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بیعتوں کی تعداد کی تصدیق کرنا چاہی۔ تب میں بھی بیعتوں کی چھان بین کرنے والی ٹیم کا رکن تھا، مگر تحقیق پر مقامی اور ضلعی سطح پر سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں بیعت ہونے والے اعلانات جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئے اور اُن بلند بانگ دعووں کی تصدیق نہ ہوسکی۔ جب مقامی سطح پر دروغ گوئی کا یہ عالم ہے تو بین الاقوامی سطح پر اُن کے پیش کردہ اعداد و شمار کی مبالغہ آمیزی کی حقیقت کھل کر واضح ہوجاتی ہے۔

دراصل ہوتا یہ ہے کہ جب سالانہ جلسہ ہوتا ہے تو یہ جرمنی سے لوگوں کو جہازوں میں بھر کر لاتے ہیں اور لندن اور کینیڈا سے چارٹرڈ طیاروں کے ذریعے بندے لاتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ آپ کو جہاز کا ٹکٹ بھی دیں

گے، آپ آئیں اور ہمارے سالانہ جلسہ پر چلیں۔ اس طرح یہ کرسیاں بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت میں قادیانیوں کی تعداد بڑھنے کے بجائے گھٹ رہی ہے۔ تعداد میں اضافہ کے دعوے صرف اعلانات ہی کی حد تک ہیں۔ 1974ء میں جب تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد سے قومی اسمبلی میں اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو مرزا ناصر بانگ دہل صریحاً دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتے گئے۔ یحییٰ بختیار کے سوال پر کہ آپ نے بیس سال میں کتنے لوگ احمدی کیے؟ مرزا ناصر احمد کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ان کے پاس ان بچوں کا بھی ریکارڈ موجود ہے جو بچے لوگوں نے جماعت احمدیہ کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں، مگر کیا دیدہ دلیری ہے کہ وہ اسمبلی میں دھڑلے سے جھوٹ بولتے ہیں اور کمال سادگی بلکہ مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

پروفیسر طاہر احمد نے اس سوال پر کہ قادیانی جماعت کا ٹارگٹ کیا ہے؟ جواب میں کہا کہ ایک تو قادیانیوں کا سب سے بڑا ہدف صرف مال اکٹھا کرنا ہے۔ مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ چندہ کے مال کو تجارت میں بھی لگایا جاسکتا ہے۔ اب قادیانی فیملی اسی مال سے بزنس کر رہی ہے اور جماعت کے اعلیٰ وکلیدی عہدوں پر مرزا کی فیملی ہی کے لوگ براجمان ہیں۔ کوئی اراضی کے معاملات ڈیل کرتا ہے اور کسی نے کاروبار سنبھالا ہوا ہے۔ لوگ رکشے اور ٹیکسی چلا کر چندہ دے دیتے ہیں اور قادیانی لیڈر اس کے بل بوتے پر کروڑوں کی گاڑیوں میں گھومتے اور پرتعیش زندگی گزارتے ہیں۔ دوسرا انہیں حکومت کے حصول کی دیرینہ تمنا ہے۔ وہ قادیان سے بھی اسی لیے پاکستان آئے تھے، کیونکہ وہ مردم شماری میں اپنی شناخت علیحدہ کر بیٹھے تھے۔ اب وہاں ان کا ٹھہرنا مشکل ہوگیا تھا۔ اس لیے وہ بھاگ کر پاکستان چلے آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے انگریز دور کے اور بعد ازاں سر ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ کے عہد کے اعلیٰ عہدوں پر تعینات قادیانیوں کے وسیع اختیارات اور رسوخ سے فائدہ اٹھایا۔ اپنے بھائی بندوں کو مختلف محکموں میں بھرتی کرایا۔ ربوہ (چناب نگر) کے لیے زمین حاصل کی اور اسے اپنے ارتداد کا مرکز بنالیا۔

پروفیسر طاہر احمد ڈار کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت خدائی جماعت نہیں، بلکہ انگریز کا پیدا کردہ فتنہ ہے۔ جس کا مقصد تخلیق اسلام کشی اور مسلمان دشمنی ہے۔ جماعت میں کوئی شرعی نظام رائج نہیں، بلکہ فرد واحد یعنی خلیفہ کو مطلق العنانیت حاصل ہے۔ موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد کی پیدائش 1950ء کی ہے۔ 2003ء میں اس نے خلافت پر قبضہ کیا۔ ابتدا ہی سے عام قادیانیوں کو دھوکہ میں رکھا جاتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس کے حکم کی خلاف ورزی خدا کے احکام سے انحراف ہے۔ خلیفہ کے لیے انتخابات نہیں ہوتے، بلکہ خلیفہ سازی میں نئے خلیفہ ہی کی ایک خفیہ طاقت کارفرما ہوتی ہے جو خلیفہ کے حق میں ہاتھ کھڑے کرا دیتی ہے۔ قادیانی جماعت میں وقت کے ساتھ ساتھ مخصوص

مفادات کے پیشِ نظر خلیفہ کے انتخاب کا طریقہ کار بھی تبدیل ہوتا رہا ہے۔ جب 1909ء میں مرزا غلام احمد قادیانی مرا تو قادیانیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کا چناؤ ہوا، کیونکہ حکیم نورالدین مرزا قادیانی کا بزنس پارٹنر تھا۔ اس لیے قادیانی جماعت کے مخصوص چند لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حکیم نورالدین کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔ ورنہ خدشہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں انتشار ہوگا اور جماعت ٹوٹ جائے گی اور ہم نے جس مریدانہ کلچر کو رواج دے رکھا ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا حکیم نورالدین مرزا قادیانی کے نائب کی حیثیت سے خلافت کی گدی پر بیٹھ گیا۔ اسے خلیفہ بنانے والی 14 رکنی مجلس تھی جو مرزا قادیانی نے خود منتخب کی ہوئی تھی۔ جس میں بعد میں الگ ہو جانے والی جماعت ''لاہوری گروپ'' کے اراکین کی اکثریت بھی شامل تھی۔

1914ء میں حکیم نورالدین کی موت کے بعد خلافت کے لیے مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کا انتخاب ہوا جو انتخاب نہیں، بلکہ سیدھا سادا قبضہ تھا، کیوں کہ اس وقت مرزا محمود نے ڈیڑھ دو ہزار بندے لے کر یلغار کی ہوئی تھی کہ جیسے قادیان کو فتح کرنا ہے۔ مرزا بشیر الدین نے تمام جماعت کو یرغمال بنالیا تھا، کیونکہ قادیانی جماعت کے بڑوں نے مرزا بشیر الدین کے کردار پر اعتراضات اٹھائے تھے اور اسے خلافت کے منصب کے لیے نااہل قرار دیا تھا۔ مرزا بشیر الدین نے اعتراضات کے جواب کے بجائے مولوی محمد علی جیسے سینئر قادیانیوں کے ساتھ انتہائی بدسلوکی کی۔ مرزا محمود کے انتخاب کے مسئلہ پر قادیانی جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہوگئی۔ مولوی محمد علی نے قادیان چھوڑ کر لاہور میں رہائش اختیار کر لی اور اُن کا گروہ لاہوری گروپ کہلایا۔ بہر حال دھونس اور دھاندلی سے مرزا بشیر الدین نے خلافت پر قبضہ کرلیا۔ مرزا محمود کی نااہلی کا یہ عالم تھا کہ اسے بیعت لینے کے الفاظ تک یاد نہیں تھے اور اس کے لیے بیعت کے الفاظ دہرانے اور آگے بیعت کرانے والا مولوی غلام سرور شاہ تھا جو ایک افیمی تھا۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، بلکہ قادیانیوں کی کتاب ''اصحاب احمدیت'' میں ان کے افیمی ہونے کا لکھا ہوا ہے۔ اس طرح کے منشیات کے عادی اور بدکردار لوگوں کا ایک ٹولہ اکٹھا تھا۔ اب بھی اسی قماش کے لوگوں کو ساتھ ملا کر قادیانی رائل فیملی اپنے خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے۔ پہلے قادیانی خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ کے طریقہ انتخاب کو تبدیل کر دیا گیا۔ جب مرزا بشیر الدین نے دیکھا کہ پہلے قادیانی خلیفہ حکیم نور الدین کی اولاد خلافت کے حصول کے لیے سٹینڈنگ پوزیشن میں آ گئی تو اس نے سب سے پہلے ان کو جماعت سے نکالا اور اس کے ساتھ ہی آئندہ کے لیے خلیفہ کے طریقہ انتخاب میں تبدیلی عمل میں لائی۔ اس طریقہ کار کے مطابق چند قادیانی جماعتوں کے امیر اور خاص الخاص مبلغین و ناظرانِ شعبہ جات کو اِکٹھا کر لیا جاتا جو خلیفہ کو منتخب کرتے یہ ایک فرضی کارروائی ہے۔ ورنہ خلیفہ کا انتخاب تو پہلے ہی اندرون خانہ کرلیا جاتا ہے۔

موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد کی جماعت پر گرفت کمزور ہو چکی ہے اسی لیے گزشتہ دنوں سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر قادیانیوں نے مرزا مسرور احمد کے ''عالمی خلیفہ اسلام'' ہونے کا ٹرینڈ چلایا گیا تھا۔ اب جماعت اور خلافت پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے مریدوں پر زور دیا جا رہا ہے کہ خلافت کے ساتھ جڑے رہنا ضروری ہے، کیونکہ ان کا کھوکھلا نظام تیزی سے رو بہ زوال ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ چناب نگر میں جماعت احمدیہ کے محلّہ صدر نے اپنے ایک ہم مذہب قادیانی کی بیٹی کے ساتھ تعلقات قائم کر لیے تو اس نے مرزا خورشید احمد ناظر اعلیٰ امور عامہ چناب نگر کو درخواست دی اور ساتھ ہی ایک لیٹر مرزا مسرور احمد کو بھی لکھا کہ محلے کا صدر جو میری بچی کو اپنی بیٹی کہا کرتا تھا، اب اس نے میری بیٹی کے ساتھ تعلقات قائم کر کے شادی کر لی ہے اور مجھے ہراساں کر رہا ہے۔ جس پر مرزا مسرور احمد نے مداخلت کی، مگر مقامی جماعت صدر محلّہ سے ملی ہوئی تھی، کیونکہ یہ ہر حالت میں اپنے عہدہ داران کا دفاع کرتے ہیں، اس لیے مرزا مسرور کی مداخلت بھی کام نہ آئی۔ مرزا مسرور احمد نے متاثرہ لڑکی کے والد کو اپنے خط میں لکھا کہ نیچے والے عہدیدار میری بات نہیں مانتے۔ یہ قادیانی خلیفہ کی جماعت پر گرفت کی ابتر حالت کا کھلا ثبوت ہے۔

جماعت میں ہر طرح کی کرپشن انتہا پر ہے۔ دیکھ لیجیے کہ گزشتہ سالوں میں قادیانی جماعت کے بڑے بڑے مالی سکینڈل منظر عام پر آئے ہیں۔ پانامہ لیکس میں مرزا مسرور احمد کی آف شور کمپنیوں اور شیئرز کا شہرہ رہا ہے۔ پانامہ پیپرز کی فہرست کے مطابق قادیانی رہنماؤں کی کوئی ایک آدھ آف شور کمپنی نہیں، بلکہ وہ کئی کئی کمپنیوں کے مالک، یا شیئرز ہولڈرز تھے۔ جن میں مرزا مسرور احمد، مرزا مظفر احمد، مرزا ناصر انعام احمد وغیرہ شامل تھے۔ دو سال پہلے کا واقعہ ہے کہ مقامی سیکرٹری مال چناب نگر نے پچاس ساٹھ لاکھ روپے کا غبن کیا، لیکن ان کا نظام دیکھیں کہ وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے انکوائری میں ڈالا گیا تو سب کے نام لے دوں گا اور معاملہ کو دبا دیا گیا۔

مرزا مسرور احمد ستر برس سے زیادہ عمر کے ہو چکے ہیں۔ ان کے جانشین کی دوڑ ابھی سے جاری ہے۔ اس دوڑ میں مرزا مسرور کی سسرالی شاہ فیملی بھی شامل ہے۔ خالد شاہ، محمود شاہ کے لیے ابھی سے تگ و دو اور لابنگ کی جا رہی ہے۔ تمام اہم عہدوں پر مرزا غلام احمد قادیانی کی فیملی کا ہولڈ ہے۔ مثلاً مرزا خورشید احمد ناظر اعلیٰ چناب نگر مرا تو اس عہدہ پر اس کے بھائی مرزا غلام احمد کو بٹھا دیا گیا۔ مرزا غلام احمد کے بعد جب کوئی کارآمد بندہ اس عہدے کے لیے نہ ملا تو انہیں مجبوراً خالد شاہ کو ناظر اعلیٰ بنانا پڑا جس کا تعلق بھی مرزا فیملی ہی سے ہے۔ جب تک قادیانی خود نہیں اٹھیں گے اور مرزا فیملی کی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف آواز بلند نہیں کریں گے۔ اُن کا خون اسی طرح نچوڑا جاتا رہے گا اور قادیانی لیڈر اُن کی دولت کے سہارے اُن کا استحصال کرتے رہیں گے۔ قادیانیوں کا نچلا طبقہ اپنی قیادت سے نالاں ہے۔ وہ خواہش کے باوجود قیادت کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب نہیں ہو رہا۔ عام قادیانی قادیانیت کی حقیقت کو کیسے سمجھ

سکتا ہے؟ اس پر سوچنے کی اشد ضرورت ہے، نیز مسلمانوں کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دے کر اُنہیں قادیانی وڈیروں کے نرغے سے نکالیں۔

ڈاکٹر طاہر احمد ڈار مزید کہتے ہیں کہ میری ابتدائی زندگی قادیانیت سے متعلق بے خبری اور سادگی میں گزری، مگر جب 2000ء کے بعد شعور کا دور آیا تو حالات یکسر بدل چکے تھے۔ یہ سوشل میڈیا کا دور تھا اور بہت سارے نئے معاملات نئی شکل وصورت کے ساتھ سامنے آ چکے تھے۔ ایسے حالات کے دوران میرے جماعت احمدیہ کے ساتھ اختلافات پیدا ہوئے اور ہر چند ماہ کے بعد کوئی نہ کوئی ایسا معاملہ ہو جاتا تھا کہ میں ان لوگوں سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ جب آپ لوگوں کا یہ سلوگن ہے کہ ''محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں'' اور آپ کا کہنا ہے کہ احمدی جماعت، الٰہی جماعت ہے۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ وہ جماعت ہیں، جس نے جنت میں جانا ہے۔ لیکن آپ کی حرکتیں وہ ہیں جو جہنم کے سب سے نچلے درجہ ہاویہ میں گرانے والی ہیں۔ مالی غبن، منافقت، سیاست، جھوٹ، بظاہر زبان کے میٹھے، مگر عمل ایسے جیسے بھیڑیے نے بھیڑ کی کھال اوڑھی ہوئی ہو اور اندر بھیڑیا چھپا ہو۔ مفاد کی سیاست، عہدہ کی دوڑ، یہ بھی وہ چیزیں ہیں جو قادیانیت سے نفرت کا باعث بنیں۔ ہمارے بچپن ہی سے ذہن میں یہ بات بٹھا دی گئی تھی کہ ہمارے سوا کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہے۔ جبکہ قادیانی نظریاتی خودکش حملہ آور ہیں، جنہوں نے لاکھوں انسانوں کے ایمان کو لوٹا ہے۔ اسلام سے دشمنی کی خاطر قادیانی حلقوں میں علما کے ساتھ شدید نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مولوی کو ایسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ جیسے وہ کائنات کا سب سے بڑا اٹھائی گیر اور سب سے بڑا افراڈی ہے۔ جس بندے نے داڑھی رکھی ہوئی ہو، اس پر مولوی کا لیبل لگا کر اور اس کے ذاتی افعال کو اسلام کے ساتھ جوڑ کر اتنی نفرت پیدا کی جاتی ہے کہ عام قادیانی علما کے قریب آنے سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی لوگ معاشرے سے کٹ کے رہ گئے ہیں۔ ماسوائے ایسے لوگوں کے جن کا سوشل سیٹ اپ ہے یا وہ جو کسی اچھی جاب پر بیٹھے ہیں اور اُن کا سوشل سرکل ہوتا ہے۔ ایسی محدود اور مخصوص تعداد کے علاوہ جو عام قادیانی ہیں، ان کی حیثیت جماعت میں ایک غلام کی سی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ بظاہر یہ بڑے میٹھے انداز سے پیش آتے ہیں۔ بظاہر ایسے ملتے ہیں جیسے ان جیسا شریف النفس اور کوئی نہیں ہے، مگر خیال رہے کہ یہ اس وقت تک ہی خوش اخلاق ہیں کہ جب تک مسلمان ان کے پھندے میں پھنس نہیں جاتے۔

اس سوال پر کہ آپ موجودہ حالات میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے لیے کیا حل تجویز کرتے ہیں کہ جو دونوں طبقات کے لیے سودمند ہو؟ پروفیسر طاہر احمد ڈار نے کہا کہ میں قادیانیت میں ایک طویل عرصہ گزارنے کے بعد اپنے تجربات کی روشنی میں قادیانیوں اور مسلمانوں سے چند گزارشات کروں گا۔ سب سے پہلے میں اپنے قادیانی دوستوں

سے کہوں گا کہ آپ کسی عالم یا مولوی کی بات بے شک نہ مانیں، لیکن خدارا! روزانہ تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کا خود مطالعہ کریں۔ اگر ساری کتابوں کا مطالعہ کرنا ممکن نہیں ہے، تو ''حقیقت الوحی'' جسے مرزا غلام احمد نے اپنی کتب کا خلاصہ قرار دیا ہے، اُس کا بغور مطالعہ کریں۔ نیز ''براہین احمدیہ'' کی پہلی جلد کو پڑھیں اور اس کا تنقیدی مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ بہت ساری حقیقتیں خود بخود کھل کر آپ کے سامنے آجائیں گی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو اپنے اللہ سے یہ دعا بھی مانگنا ہوگی کہ اے اللہ مجھ پر حق کو واضح کر دے اور مجھے سیدھے راستے پر گامزن کر دے تو مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ آپ کو حقیقت تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی، مگر تلاشِ حق میں اخلاص ضروری ہے کیونکہ توفیق بھی طلب کے بغیر نہیں ملتی۔ اسلام غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور ذہن میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب فراہم کرتا ہے، لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں قادیانی گروہ میں سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایسے سوالات جو قادیانی مبلغین یا رہنماؤں کی طبع یا ان کے سسٹم کے خلاف نہ ہوں، اُن کا گول مول جواب تو مل جاتا ہے، مگر جو سوال اُن کے سسٹم کو چیلنج کرتا ہے، وہ ان کے لیے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ مثلاً میں نے جب اپنے سوالات پر مشتمل خطوط ضلعی مربیوں سے لے کر قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد تک کو لکھے تھے، ان کا مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مجھے اسلام میں آکر غور و فکر کی دولت ملی ہے۔ قادیانی مربیوں کے برعکس علماءِ اسلام ہمارے سوالوں کا مکمل جواب دیتے ہیں اور سوال کرنے پر کوئی فتویٰ بھی نہیں لگتا۔ مجھے تو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد وہ محبت ملی ہے کہ اب احساس ہوتا ہے کہ اے کاش! اس سے بہت پہلے میں اسلام قبول کر لیتا اور ایسی بے لوث محبتوں سے اپنا دامن بھر لیتا۔ علماء کرام قادیانی عقائد و نظریات کے متعلق قادیانی کتب سے جو حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ قادیانی احباب اگر اصل قادیانی کتب سے ان حوالہ جات کو چیک کر لیں تو اُن کے لیے اسلام قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی، کیونکہ قادیانی مبلغین مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب میں موجود مرزا صاحب کے عقائد کو عام قادیانیوں سے چھپاتے ہیں۔ اگر قادیانی دوست ہمت کریں اور براہ راست مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان پر قادیانیت کا کفر ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ اگر وہ براہ راست خود مطالعہ کرنے کے بجائے اپنے مبلغین سے سیدھا راستہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ انہیں سیدھے راستے کی نشاندہی کریں۔

دوسری بات قادیانی احباب کے لیے یہ ہے کہ وہ یہ خوف اپنے دل سے نکال دیں کہ اگر قادیانیت ترک کر دی تو قادیانی آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اور آپ دنیا میں تنہا ہو جائیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوگی، کیونکہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اُسی کے حکم سے نفع و نقصان پہنچتا ہے، کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں آپ کے سامنے زندہ حقیقت کے طور پر موجود ہوں۔ الحمد للہ! کسی قادیانی کو ہمت نہیں ہے کہ وہ میرا بال بھی بیکا کر سکے۔ مزے

کی بات یہ ہے کہ میں قادیانیت چھوڑنے کے بعد بھی قادیانیوں سے اپنے حقوق کی جنگ لڑتا رہا ہوں۔ میں وہ واحد آدمی ہوں، جس نے قادیانیوں سے اپنا وصیت والا فنڈ واپس لیا ہے۔ ورنہ وہ لوٹی ہوئی دولت کسی کو واپس نہیں کرتے۔ انہیں یہ جرأت تو نہ ہوئی کہ وہ مجھے میری بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لیے دی جانے والی رقم واپس کرتے، البتہ ان پر اللہ نے میرا رعب جما دیا اور انہوں نے نہ صرف میرے، بلکہ میری اہلیہ کے پیسے بھی میرے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیے۔ میں ان سب قادیانی احباب اور قادیانی رشتہ داروں کے لیے راہِ حق پانے کی دعا کرتا ہوں کہ جن کے ساتھ میں نے زندگی کا ایک لمبا عرصہ گزارا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ دیگر تمام قادیانیوں کے لیے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے لیے بھی خصوصی سامان پیدا کر دے۔ اللہ اُن کو بھی قادیانی جماعت کی اندر کی باتیں دیکھنے، پرکھنے اور جھوٹ اور سچ کو علیحدہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

میری اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی گزارش ہے کہ عام قادیانیوں کو جو اندھی تقلید کا شکار ہیں اور کولہو کے بیل کی طرح بے خبری میں گھوم رہے ہیں۔ ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کریں کریں۔ انہیں قریب لائیں اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے شعبہ تبلیغ دعوت وارشاد کے ناظم (سابق قادیانی) ڈاکٹر محمد آصف جیسے لوگوں سے، (جن کے ہاتھ پر مجھے بھی قبول اسلام کی سعادت ملی) ملوائیں جو انہیں قادیانیت کے حقیقی چہرہ سے واقف کرائیں گے اور انہیں حکمت و محبت کے ساتھ اسلام کی دعوت دے کر اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ کر دیں گے، کیونکہ اُن کا دعوتِ اسلام کا طریقہ فتویٰ بازی اور نفرت انگیزی نہیں، بلکہ محبت کے فروغ پر مبنی ہے۔ محبت کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ قادیانیوں کے عقائد سے بے شک نفرت کی جائے اور بے شک اُن کے عقائد نفرت ہی کے مستحق ہیں، لیکن بحیثیت انسان انہیں قریب لانے کی ضرورت ہے کیونکہ نفرت کبھی محبت کو جنم نہیں دے سکتی۔ مناظروں کا دور گزر چکا۔ قادیانیوں نے بھی اپنے کام کے انداز کا رُخ بالکل ہی بدل دیا ہے۔ اگر قادیانیوں سے مکالمہ کو رواج دیا جائے اور قادیانیوں سے گفتگو کے روایتی اور پرانے اسلوب میں تبدیلی پیدا کی جائے اور حالات کے تقاضوں کے مدنظر اپنی محنت اور دعوت کے طریقہ کار میں بہتری لائی جائے تو اُس کے نتائج یقیناً بہت نفع بخش نکلیں گے، لیکن یاد رہے کہ قادیانیوں کو قریب لانے اور اُن سے دعوتی مکالمہ کا کام عام مسلمان کے بس کا نہیں ہے، بلکہ یہ کام قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں اور اس موضوع کے سپیشلسٹ حضرات کا ہے اور وہ ہی اسے احسن انداز میں انجام دے کر قادیانیوں کو واپس اسلام میں لانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر قرآنی حکم کے مطابق دعوتِ اسلام حکمت وموعظت کے ساتھ دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ قادیانیوں کے دل پھیر دے گا اور حق وسچ کی طلب رکھنے والوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کر دے گا۔ ان شاء اللہ

مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ قسط نمبر ۱۷

تاریخ احرار

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ:

مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے تاریخی مقدمہ میں ان کی اپیل پر مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور نے بزبان انگریزی جو فیصلہ صادر کیا ہے۔اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

مرافعہ گزار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳/الف کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہوئے اس تقریر کی پاداش میں جو انھوں نے ۲۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو تبلیغ کانفرنس قادیان کے موقعہ پر کی چھ ماہ کی قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے۔

مرافعہ گزار کے خلاف جو الزام عاید کیا گیا ہے اس پر غور وخوض کرنے کے قبل چند ایسے حقائق و واقعات بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جن کا تعلق امورِ زیر بحث سے ہے۔ آج سے تقریباً پچاس سال قبل قادیان کے ایک باشندے مسمی غلام احمد نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔اس اعلان کے ساتھ ہی اس نے اسقفِ اعظم (لاٹ پادری) کی حیثیت بھی اختیار کر لی اور ایک نئے فرقہ کی بنا ڈالی جس کے ارکان اگر چہ مسلمان ہونے کے مدعی تھے۔لیکن ان کے بعض عقائد واصول عام عقائد اسلامی سے بالکل متبائن تھے اس فرقہ میں شامل ہونے والے لوگ قادیانی یا مرزائی یا احمدی کہلاتے ہیں۔اوران کا مابہ الامتیاز یہ ہے کہ یہ لوگ فرقہ مرزائیہ کے بانی **(مرزا غلام احمد) کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔**

بتدریج یہ تحریک ترقی کرنے لگی۔اوراس کے مقلدین کی تعداد چند ہزار تک پہنچ گئی۔مسلمانوں کی طرف سے مخالفت ہونا ضروری تھا، چنانچہ مسلمانوں کی اکثریت نے مرزا کے دعاوی بلند بانگ،خصوصاً اس کے دعاوی تفوق دینی پر بہت ناک منہ چڑھایا۔اور مرزا نے ان لوگوں پر کفر کا الزام جو لگایا اس کے جواب میں ان لوگوں نے بھی سخت لہجہ اختیار کیا۔مگر قادیانی حصار میں رہنے والے اس بیرونی تنقید سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے اور اپنے مستقر یعنی قادیان میں مزے سے ڈٹے رہے۔

قادیانی مقابلتاً محفوظ تھے۔اس حالت نے ان میں متمردانہ غرور پیدا کر دیا۔انھوں نے اپنے دلائل دوسروں سے منوانے اوراپنی جماعت کو ترقی دینے کے لیے ایسے حربوں کا استعمال شروع کیا جنھیں ناپسندیدہ کہا جائے گا۔جن لوگوں نے قادیانیوں کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا انھیں مقاطعہ،قادیان سے اخراج اور بعض اوقات اس سے بھی مکروہ تر مصائب کی دھمکیاں دے کر دہشت انگیزی کی فضا پیدا کی۔ بلکہ بسا اوقات انھوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنی جماعت کے استحکام کی کوشش کی۔قادیان میں رضا کاروں کا ایک دستہ (والنٹیئر کور) مرتب ہوا۔اوراس کی ترتیب کا مقصد غالباً یہ تھا کہ قادیان میں **لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ**؟ کا نعرہ بلند کرنے کے لیے طاقت پیدا کی جائے۔انھوں نے عدالتی اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں لے لیے۔دیوانی اور فوجداری مقدمات کی

سماعت کی۔ دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کیں اور ان کی تعمیل کرائی گئی۔ کئی اشخاص کو قادیان سے نکالا گیا۔ یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ قادیانیوں کے خلاف کھلے ہوئے طور پر الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے مکانوں کو تباہ کیا، جلایا اور قتل تک کے مرتکب ہوئے۔ اس خیال سے کہ کہیں ان الزامات کو احرار کے تخیل ہی کا نتیجہ نہ سمجھ لیا جائے۔ میں چند ایسی مثالیں بیان کر دینا چاہتا ہوں جو مقدمہ کی مسل میں درج ہیں۔

سزائے اخراج:

کم از کم دو اشخاص کو قادیان سے اخراج کی سزا دی گئی۔ اس لیے کہ ان کے عقائد مرزا کے عقائد سے متفاوت تھے۔ وہ اشخاص حبیب الرحمٰن گواہ صفائی نمبر ۲۸ اور مسمی اسمٰعیل ہیں۔ مسل میں ایک چٹھی (ڈی۔ زیڈ ۳۳) موجود ہے۔ جو موجودہ مرزائی خلیفہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور جس میں یہ حکم درج ہے کہ حبیب الرحمٰن (گواہ نمبر ۲۸) کو قادیان میں آنے کی اجازت نہیں۔ مرزا بشیر الدین گواہ صفائی نمبر ۳۷ نے اس چٹھی کو تسلیم کر لیا ہے کئی اور گواہوں نے (قادیانیوں کے) تشدد و ظلم کی عجیب و غریب داستانیں بیان کی ہیں۔ بھگت سنگھ گواہ صفائی نے بیان کیا ہے کہ قادیانیوں نے اس پر حملہ کیا۔ ایک شخص مسمیٰ غریب شاہ کو قادیانیوں نے زدوکوب کیا لیکن جب اس نے عدالت میں استغاثہ کرنا چاہا تو کوئی اس کی شہادت دینے کے لیے سامنے نہ آیا۔ قادیانی ججوں کے فیصلہ کردہ مقدمات کی مسلیں پیش کی گئی ہیں جو شامل مسل ہذا ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود نے تسلیم کیا ہے کہ قادیان میں عدالتی اختیارات استعمال ہوتے ہیں۔ اور میری عدالت سب سے آخری عدالتِ اپیل ہے۔ عدالت کی ڈگریوں کا اجراءِ عمل میں آتا ہے اور ایک واقعہ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ڈگری کے اجراء میں ایک مکان فروخت کر دیا گیا۔ اسٹامپ کے کاغذ قادیانیوں نے خود بنا رکھے ہیں جو ان درخواستوں اور عرضیوں پر لگائے جاتے ہیں جو قادیانی عدالتوں میں دائر ہوتی ہیں۔ قادیان میں ایک والنٹیئر کور کے موجود ہونے کی شہادت گواہ نمبر ۴ مرزا شریف احمد نے دی ہے۔

عبدالکریم کی مظلومی اور محمد حسین کا قتل ۱۹۲۹ء:

سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم (ایڈیٹر مباہلہ) کا ہے جس کی داستان داستانِ درد ہے۔ یہ شخص مرزا کے مقلدین میں شامل ہوا۔ اور قادیان میں جا کر مقیم ہو گیا۔ وہاں اس کے دل میں (مرزائیت کی صداقت کے متعلق) شکوک پیدا ہوئے اور وہ مرزائیت سے تائب ہو گیا۔ اس کے بعد اس پر ظلم و ستم شروع ہوا۔ اس نے قادیانی معتقدات پر تبصرہ و تنقید کرنے کے لیے ''مباہلہ'' نامی اخبار جاری کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے ایک تقریر میں...... جو دستاویز ڈی- زیڈ الفضل مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء میں درج ہے...... ''مباہلہ'' شائع کرنے والوں کی موت کی پیش گوئی کی ہے۔ اس تقریر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو مذہب کے لیے ارتکاب قتل پر بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ اس تقریر کے بعد جلد ہی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ ہوا لیکن وہ بچ گیا۔ ایک شخص محمد حسین جو اس کا معاون تھا اور ایک فوجداری مقدمہ میں جو عبدالکریم کے خلاف چل رہا تھا اس کا ضامن بھی تھا، اس پر حملہ ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ قاتل پر مقدمہ چلا اور اسے پھانسی کی سزا کا حکم ملا۔

محمد حسین کے قاتل کا رتبہ مرزائیوں کی نظر میں:

پھانسی کے حکم کی تعمیل ہوئی اور اس کے بعد قاتل کی لاش قادیان میں لائی گئی۔ اسے نہایت عزت واحترام سے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ مرزائی اخبار ''الفضل'' میں قاتل کی مدح سرائی کی گئی قتل کو سراہا گیا اور یہاں تک لکھا گیا کہ قاتل مجرم نہ تھا۔ پھانسی کی سزا سے پہلے ہی اس کی روح قفس عنصری سے آزاد ہوگئی۔ اور اس طرح وہ پھانسی کی ذلت انگیز سزا سے بچ گیا۔ خدائے عادل نے یہ مناسب سمجھا کہ پھانسی سے پہلے ہی اس کی جان قبض کر لے۔

مرزا محمود کی دروغ گوئی:

عدالت میں مرزا محمود نے اس کے متعلق بالکل مختلف داستان بیان کی اور کہا کہ محمد حسین کے قاتل کی عزت افزائی اس لیے کی گئی کہ اس نے اپنے جرم پر تاسف وندامت کا اظہار کیا تھا اور اس طرح وہ گناہ سے پاک ہو چکا تھا۔ لیکن دستاویز ڈی۔ زیڈ ۴۰/۴ اس کی تردید کرتی ہے جس سے مرزا کی دلی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

عدالت عالیہ کی توہین:

میں یہاں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس دستاویز کے مضمون سے عدالت عالیہ لاہور کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

محمد امین کا قتل:

محمد امین ایک مرزائی تھا۔ اور جماعت مرزائیہ کا مبلغ تھا۔ اس کو تبلیغ مذہب کے لیے بخارا بھیجا گیا لیکن کسی وجہ سے بعد میں اسے اس خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی موت کلہاڑی کی ایک ضرب سے ہوئی جو چودھری فتح محمد گواہ صفائی نمبر ۲۱ نے لگائی۔ عدالت ماتحت نے اس معاملہ پر سرسری نگاہ ڈالی ہے لیکن یہ زیادہ غور وتوجہ کا محتاج ہے۔ محمد امین پر مرزا کا عتاب نازل ہو چکا تھا اور اس لیے مرزائیوں کی نظر میں وہ مؤقر ومقتدر نہیں رہا تھا۔ اس کی موت کے واقعات خواہ کچھ ہوں، اس میں کلام نہیں کہ محمد امین تشدد کا شکار ہوا اور کلہاڑی کی ضرب سے قتل کیا گیا۔ پولیس میں وقوعہ کی اطلاع پہنچی لیکن کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی۔ اس بات پر زور دینا فضول ہے کہ قاتل نے حفاظت خود اختیاری میں محمد امین کو کلہاڑی کی ضرب لگائی اور یہ فیصلہ کرنا اس عدالت کا کام ہے جو مقدمہ قتل کی سماعت کرے۔ چودھری فتح محمد کا عدالت میں باقرارِ صالح یہ بیان کرنا تعجب انگیز ہے کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا مگر پولیس اس معاملہ میں کچھ نہ کر سکی۔ جس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مرزائیوں کی طاقت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ گواہ سامنے آ کر سچ بولنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے کہ عبدالکریم کو قادیان سے خارج کرنے کے بعد اس کا مکان نذر آتش کر دیا گیا اور قادیان کی سال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قادیانی طریق پر اسے گرانے کی کوشش کی گئی۔

قادیان کی صورت حالات اور مرزا کی دشنام طرازی:

یہ افسوس ناک واقعات اس بات کی منہ بولتی شہادت ہیں کہ قادیان میں قانون کا احترام بالکل اٹھ گیا تھا۔ آتش زنی اور قتل تک واقعات ہوتے تھے۔ مرزا نے کروڑوں مسلمانوں کو جو اس کے ہم عقیدہ نہ تھے، شدید دشنام

طرازی کا نشانہ بنایا۔ اس کی تصانیف ایک اسقف اعظم کے اخلاق کا انوکھا مظاہرہ ہیں۔ جو صرف نبوت کا مدعی نہ تھا، بلکہ خدا کا برگزیدہ انسان اور مسیح ثانی ہونے کا مدعی بھی تھا۔

حکومت مفلوج ہوچکی تھی:

معلوم ہوتا ہے کہ (قادیانیت کے مقابلہ میں) حکام غیر معمولی حد تک مفلوج ہو چکے تھے۔ دینی و دنیوی معاملات میں مرزا کے حکم کے خلاف کبھی آواز بلند نہیں ہوئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایت پیش ہوئی لیکن وہ اس کے انسداد سے قاصر رہے۔ مسل پر کچھ اور شکایات بھی ہیں لیکن یہاں ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں صرف یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ قادیان میں جور وستم رانی کا دور دورہ ہونے کے متعلق نہایت واضح الزامات عاید کیے گئے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قطعاً کوئی توجہ نہ ہوئی۔

تبلیغ کانفرنس کا مقصد:

ان کارروائیوں کے سد باب کے لیے اور مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کرنے کے لیے تبلیغ کانفرنس منعقد کی گئی قادیانیوں نے اس کے انعقاد کو بہ نظر ناپسندیدگی دیکھا۔ اور اسے روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے لیے ایک شخص ایشر سنگھ نامی کی زمین حاصل کی گئی تھی۔ قادیانیوں نے اس پر قبضہ کر کے دیوار کھینچ دی اور اس طرح احرار اس قطعہ زمین سے بھی محروم ہوگئے جو قادیان میں انھیں مل سکتا تھا۔ مجبوراً انھوں نے قادیان سے ایک میل کے فاصلے پر اپنا اجلاس منعقد کیا۔ دیوار کا کھینچا جانا اس حقیقت پر مشعر ہے کہ اس وقت فریقین کے تعلقات میں کتنی کشیدگی تھی اور قادیانیوں کی شورہ پشتی کس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ وہ اپنی دست درازی کے قانونی نتائج سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ خیال کرتے تھے۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقناطیسی جذب:

بہر حال کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت کے لیے اپیلانٹ سے کہا گیا۔ وہ بلند پایہ خطیب ہے اور اس کی تقریر میں بھی جذب مقناطیسی موجود ہے۔ اس نے اس اجلاس میں ایک جوش انگیز خطبہ دیا۔ اس کی تقریر کئی گھنٹوں تک جاری رہی۔ بتا گیا ہے حاضرین تقریر کے دوران میں بالکل مسحور تھے۔ اپیلانٹ نے اس تقریر میں اپنے خیالات ذرا وضاحت سے بیان کیے اور اس کے دل میں مرزا اور اس کے معتقدین کے خلاف جو نفرت کے جذبات موج زن تھے ان پر پردہ ڈالنے کی اس نے کوئی کوشش نہ کی۔ تقریر پر اخبارات میں اعتراض ہوا۔ معاملہ حکومت پنجاب کے سامنے پیش ہوا جس نے عطاء اللہ شاہ بخاری کے خلاف مقدمہ چلانے کی اجازت دے دی۔

تقریر پر اعتراض:

اپیلانٹ کے خلاف جو الزام ہے۔ اس کے ضمن میں اس تقریر کے سات اقتباسات درج ہیں جنھیں قابل گرفت ٹھہرایا گیا ہے۔ وہ اقتباسات یہ ہیں؛

۱۔ فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ یہ تخت نہیں رہے گا۔

۲۔ وہ نبی کا بیٹا ہے میں نبی کا نواسہ ہوں، وہ آئے تم سب چپ بیٹھ جاؤ۔ وہ مجھ سے اردو، پنجابی، فارسی میں ہر معاملہ میں بحث کر لے، یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ پردہ سے باہر آئے، نقاب اٹھائے، کشتی لڑے، مولا علی کے جوہر دیکھے۔ وہ ہر رنگ میں آئے، وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے میں ننگے پاؤں آؤں گا، وہ ریشم پہن کر آئے میں گاندھی جی کی کھلڑی کھدر شریف، وہ مزعفر کباب، یاقوتیاں اور پلومر کی ٹانک وائن اپنے ابا کی سنت کے مطابق کھا کر آئے اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں گا۔

۳۔ یہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ برطانیہ کے دم کٹے کتے ہیں۔ وہ خوشامد اور برطانیہ کے بوٹ کی ٹو صاف کرتا ہے۔ میں تکبر سے نہیں کہتا بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ کو اکیلا چھوڑ دو پھر میرے اور بشیر کے ہاتھ دیکھو۔ کیا کروں لفظ تبلیغ نے ہمیں مشکل میں پھنسا دیا ہے۔ یہ اجتماع سیاسی اجتماع نہیں ہے۔ او مرزائیو! اگر باگیں ڈھیلی ہوتیں، میں کہتا ہوں اب بھی ہوش میں آؤ۔ تمہاری طاقت اتنی بھی نہیں۔ جتنی پیشاب کی جھاگ ہوتی ہے۔

۴۔ جو پانچویں جماعت میں فیل ہوتے ہیں وہ نبی بن جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ایک مثال موجود ہے کہ جو فیل ہوا وہ نبی بن گیا۔

۵۔ او مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے اب سابقہ ہوا ہے یہ مجلس احرار ہے۔ اس نے تم کو ٹکڑے کر دینا ہے۔

۶۔ او مرزائیو! اپنی نبوت کا نقشہ دیکھو۔ اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو نبوت کی شان تو رکھتے۔

۷۔ اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو انگریزوں کے کتے تو نہ بنتے۔

مرافعہ گذار نے عدالت ماتحت میں بیان کیا کہ اس کی تقریر درست طور پر قلم بند نہیں کی گئی۔ جملہ نمبر ۵ کے متعلق اس نے بہ صراحت کہا ہے وہ اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ اور اگرچہ اس نے تسلیم کیا کہ باقی جملوں کا مضمون میرا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس نے یہ کہا ہے کہ عبارت غلط ہے۔ عدالت ماتحت نے قرار دیا ہے کہ ایک جملہ کی رپورٹ غلط ہے اور اس کے سلسلہ میں مرافعہ گزار کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا مرافعہ گزار کی سزایابی کا مدار دوسرے ٦ فقروں پر ہے۔ مرافعہ گزار کے وکیل نے تسلیم کیا کہ فقرات ۱ تا ۴، اور ٦ - ۷ مرافعہ گزار نے کہے ہیں۔ اب میرے سامنے یہ امر فیصلہ طلب ہے کہ کیا یہ ٦ جملے جو مرافعہ گزار نے کہے۔ ۱۵۳/الف کے ماتحت قابل گرفت ہیں۔ اور یہ کہ یہ الفاظ کہنے سے مرافعہ گزار کس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

عدالت کا استدلال:

میں نے اس سے قبل وہ حالات وواقعات بہ تفصیل بیان کر دیئے ہیں جن کے ماتحت تبلیغ کانفرنس منعقد ہوئی۔ مرافعہ گزار نے بہت سی تحریری شہادتوں کی بنا پر یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ مرزا اور اس کے مقلدین کے ظلم وستم پر جائز

اور واجبی تنقید کرنے کے سوا اس کا کچھ مقصد نہ تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس کی تقریر کا مدعا سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگانا اور مرزائیوں کے افعال ذمیمہ کا بھانڈا پھوڑنا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں جا بجا مرزا محمود کے ظلم و تشدد پر روشنی ڈالی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ جو مسلمان مرزا کی نبوت سے انکار کرنے اور اس کے خانہ ساز اقتدار کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے موردِ آفات و بلیات ہیں ان کی شکایات رفع کی جائیں۔ میں نے قادیان کے حالات کی روشنی میں مرافعہ گزار کی تقریر پر غور کیا ہے۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ یہ تقریر مسلمانوں کی طرف سے صلح کا پیغام تھی لیکن اس تقریر کے سرسری مطالعہ سے ہر معقول شخص اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اعلان صلح کے بجائے یہ دعوتِ نبرد آزمائی ہے۔ ممکن ہے کہ مرافعہ گزار نے قانون کی حدود کے اندر رہنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن جوش فصاحت و طلاقت میں وہ ان امتناعی حدود سے آگے نکل گیا ہے اور ایسی باتیں کہہ گیا ہے جو سامعین کے دلوں میں مرزائیوں کے خلاف نفرت کے جذبہ کے سوا اور کوئی اثر پیدا نہیں کرسکتی۔ روما کے مارک انٹونی کی طرح مرافعہ گزار نے یہ اعلان تو کر دیا کہ وہ احمدیوں سے طرح آویزش نہیں ڈالنا چاہتا لیکن صلح کا یہ پیغام ایسی گالیوں سے پر ہے جن کا مقصد سامعین کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔

تنقید کے جائز حدود:

اس میں کلام نہیں کہ مرافعہ گزار کی تقریر کے بعض حصے مرزا کے افعال کی جائز اور واجبی تنقید پر مشتمل ہیں۔ غریب شاہ کو زدوکوب کرنے کا واقعہ، محمد حسین اور محمد امین کے واقعات قتل اور مرزا کے جبر و تشدد کے بعض دوسرے واقعات جن کا حوالہ دیا گیا ہے ایسے ہیں جن پر تنقید کرنے کا ہر سچے مسلمان کو حق ہے۔ نیز اس تقریر کے دوران میں ان توہین آمیز الفاظ کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو قادیانی پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کرتے رہتے ہیں اور جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

مرزائی اور مسلمان:

مسلمانوں کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں لیکن مرزائیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز میں کئی نبی مبعوث ہوسکتے ہیں اور وہ سب مہبط وحی ہوسکتے ہیں۔ نیز یہ کہ مرزا غلام احمد نبی اور مسیح ثانی تھا۔ اس حد تک مرافعہ گزار کی تقریر قانون کی زد سے باہر ہے لیکن جب وہ شنام طرازی پر آتا ہے۔ اور مرزائیوں کو ایسے ایسے ناموں سے پکارتا ہے جنھیں سننا بھی کوئی آدمی گوارا نہیں کرسکتا تو وہ جائز حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اور خواہ اس نے یہ باتیں جوش فصاحت میں کہیں، قانون انھیں نظر انداز نہیں کرسکتا۔

تقریر کے اثرات:

مرافعہ گزار کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اس کے سامعین میں اکثریت جاہل دیہاتیوں کی تھی۔ نیز یہ کہ اس قسم کی تقریر ان کے دلوں میں نفرت و عناد کے جذبات پیدا کرے گی۔ واقعات مظہر ہیں، کہ تقریر نے سامعین پر ایسا ہی اثر ڈالا اور مقرر کی لسانی سے متاثر ہو کر انھوں نے کئی بار جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ سامعین

نے اس وقت کیوں مرزائیوں کے خلاف کوئی متشددانہ اقدام نہ کیا اگرچہ فریقین کے تعلقات عرصے سے اچھے نہ تھے مگر اس تقریر نے راکھ میں دبے ہوئے شعلوں کو ہوا دے کر بھڑکایا۔

تقریر کی قابل اعتراض نوعیت:

فردِ جرم میں جن سات فقروں کو قابلِ گرفت قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے تیسرا اور ساتواں سب سے زیادہ قابل اعتراض ہیں۔ ان میں اپیلانٹ نے مرزائیوں کو برطانیہ کے دم کٹے کتے کہا ہے۔ میرے نزدیک دوسرے حصے دفعہ ۱۵۳/الف تعزیرات ہند کے ماتحت قابل گرفت نہیں ہیں۔ ان فقروں میں پہلا یعنی فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے میرے نزدیک قابل اعتراض نہیں۔ دوسرے کا تعلق مرزا کی خوراک اور غذا سے ہے۔ اس کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرزائے اوّل نے اپنے مریدوں میں سے ایک کے نام چٹھی لکھی تھی جس میں ان کی خوراک کی یہ تمام تفصیلات درج تھیں یہ خطوط کتابی شکل میں چھپ چکے ہیں۔ اور ان کے مجموعہ کا ایک مطبوعہ نسخہ اس مثل میں بھی شامل ہے۔

شراب اور مرزا:

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کرتا تھا جس کا نام پلومر کی شراب تھا۔ ایک موقع پر اس نے اپنے مریدوں میں سے ایک کو لکھا کہ پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر مجھے بھیجو پھر دوسرے خطوط میں یاقوتی کا تذکرہ ہے۔ مرزا محمود نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے ایک دفعہ پلومر کی شراب دواءً استعمال کی چنانچہ میرے نزدیک یہ حصہ بھی قابل اعتراض نہیں۔ چوتھے حصہ میں مرزا غلام احمد کے امتحان میں ناکام ہونے کا تذکرہ ہے چھٹے حصہ میں مرزا پر لا بہ گوئی اور کاسہ لیسی کا الزام لگایا گیا ہے کہ چاپلوسی اور لا بہ گوئی پیغمبر کی شان کے خلاف ہے۔

عدالت کا تبصرہ:

میری رائے میں تیسرے اور ساتویں حصہ کے سوا اور کوئی حصہ تقریر کا قابل گرفت نہیں اس کا یہ مقصد نہیں کہ مرافعہ گزار کی تمام تقریر میں صرف وہ حصے قابل اعتراض ہیں۔ تقریر کے انداز سے معلوم ہوا کہ جہاں مرافعہ گزار مرزائیوں کے افعال شنیعہ کی دھجیاں بکھیرنا چاہتا تھا۔ وہاں وہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت بھی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ یہ امر کہ سامعین اس کی تقریر سے متاثر ہو کر امن شکنی پر کیوں نہ اتر آئے اس کے جرم کو ہلکا کرنے کا موجب ہوسکتا ہے۔

مجھے اس میں کلام نہیں کہ اپیلانٹ مرزائیوں پر تنقید کرنے میں حق بجانب تھا لیکن وہ اس حق کو استعمال کرنے میں جائز حدود سے تجاوز کر گیا۔ اور تقریر کے قانونی نتائج بھگتنے کا سزاوار بن گیا مرافعہ گزار کے اس فعل کی مدح وثنا کرنا آسان ہے لیکن ایسے حالات میں جہاں جذبات میں پہلے ہی سے ہیجان واشتعال ہو۔ اس قسم کی تقریر کرنا جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے۔ اور اگرچہ مرافعہ گزار نے صرف ایک اصطلاحی جرم کا ارتکاب کیا ہے لیکن قانون کی ہمہ گیری کا احترام از قبیل لوازم ہے۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

عبداللطیف خالد چیمہ

محرم الحرام اور مجالس ذکر حسین رضی اللہ عنہ

نیا اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو سیدنا حضرت عمر فاروق اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ذکرِ خیر بھی اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے۔کم لوگ ہیں.....مگر ہیں جو مشکلات کے کئی پہاڑ عبور کر کے تاریخی روایات کو قرآن وسنت اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں پرکھنے کا پیغام مسلسل دے رہے ہیں۔ اور اس کام کی پاداش میں ان پر بہتان لگانے والے اہلِ حق بھی کم نہیں۔ محرم الحرام میں اہل سنت والجماعت کا ایک قدیمی ومرکزی اجتماع دار بنی ہاشم ملتان میں قائد احرار حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شروع کردہ ہے۔ جسے 48 برس ہونے کو ہیں اور اس برس بھی دس محرم الحرام 19 اگست (جمعرات) کو صبح ساڑھے دس بجے شہداء کربلا کے حضور ہدیہ ایصال ثواب سے شروع ہوا اور قبل نماز مغرب ساڑھے چھ بجے تک جاری رہا۔اب فضا میں تبدیلی دھیرے دھیرے آ رہی ہے اور اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر غور فکر بھی کرنے لگے ہیں اور توازن کے ساتھ تذکرۂ صحابہ واہل بیت بھی۔ اللہ تعالیٰ توفیقات بڑھائیں اور شرور وفتن سے حفاظت فرمائیں۔

چناب نگر اور چیچہ وطنی میں بھی ہمارے نظم میں مجالس ذکر حسین رضی اللہ عنہ منعقد ہوئیں اور یہ سلسلہ محرم الحرام میں ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ مختلف مجالس میں مقررین نے کہا کہ شہید غیرت سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مبارک اسوہ آج بھی امت کے لیے مشعل راہ ہے اور اس مبارک اسوے کی اتباع کی ضرورت ہے۔ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی روشنی میں ہدایت کے ستارے ہیں جس صحابی کی پیروی کی جائے یہ پیروی جنت تک ہی پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ تمام مجالس کی تفصیلی گفتگو نقل کرنے کی بجائے ملتان میں دس محرم الحرام کو ہونے والی اڑتالیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین کی روداد پیش خدمت ہے:

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ امن واستقلال کے داعی تھے، ان کی شہادت امت مسلمہ کے لیے غیرت وحمیت کا عظیم نمونہ ہے۔ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کے پس منظر میں یہودانِ خیبر اور مجوسانِ عجم کی شکستوں کا انتقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے خاندان، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو انہی دشمنوں نے اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ آج بھی عالمی استعمار اور طاغوت امتِ مسلمہ کے خلاف پوری دنیا میں دہشت گردی کر رہا ہے جو یہودانِ خیبر کے انتقام کا تسلسل ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح چودہ سو سال پہلے ریاست مدینہ میں موجود یہود ونصاریٰ کو

مسلمانوں کا اتحاد قبول نہیں تھا، اسی طرح آج بھی امتِ مسلمہ کا اتحاد انہیں قبول نہیں۔ افغانستان، شام، عراق اور فلسطین میں مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی اس کا بیّن ثبوت ہے۔ ہم اسوۂ حسینی اور اسوۂ آل واصحاب رسول علیہم الرضوان پر عمل کرتے ہوئے قیام امن اور اتحاد امت کے لیے پر امن جدوجہد کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی تازہ صورت حال عالمی استعمار کے لیے مکافات عمل ہے۔ ہم حسینی ہیں اور ہماری دعوت غیرت ایمانی اور استقامت واعلاءِ کلمۃ الحق کا پیغام عام کرنا ہے۔

سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ قرآن وسنت اور اجماع امت اہل سنت کے عقائد کی بنیادیں ہیں۔ تاریخ، لوگوں کی کہی اور لکھی ہوئی باتوں کا مجموعہ ہے۔ تاریخ میں صحیح وغلط سب کچھ ہے لیکن قرآن وسنت میں سب باتیں سچ اور حق ہیں۔ تاریخ کو عقائد کی بنیاد بنانا سراسر گمراہی ہے۔ جو باتیں قرآن وسنت کے مطابق ہیں صرف انہیں تسلیم کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا زین العابدین رحمہ اللہ اور دیگر باقیات کربلا کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو امن کا پیغام دیا جاسکتا ہے اور قیام امن ممکن ہوسکتا ہے۔ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ کی توحید، ختم نبوت ورسالت اور اسوہ صحابہ ہمارے ایمان کی بنیادیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی آل واہلِ بیت، امہات المومنین اور جماعت صحابہ کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تربیت وصحبت کا ہی اثر تھا کہ صحابہ کے دل پاک تھے۔ اہل بیت امہات المومنین اور آل رسول علیہم الرضوان سے ان کی محبت لازوال تھی۔ جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کی اُن سے محبت پوری امت پر فرض ہے اور جن سے نفرت کی اُن سے بغض ونفرت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر امن قائم نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ دین سنت رسول اور اسوہ صحابہ کا نام ہے، اس سے ہٹ کر محرم کے محترم مہینے میں جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بدعت اور گمراہی ہے۔ ہم مدح صحابہؓ کے علمبردار ہیں، اور اس مدح صحابہ کو اپنی دنیا وآخرت کی نجات وفلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالی صحابہ واہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی سچی پیروی کی توفیق سے نوازیں۔

ہمارے امام وقائد حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری نے فرمایا تھا:

ہم ہیں گل آشنا، ہم تو ہیں باغباں، ہم سے قائم ہے ساری بہارِ چمن
ہم جو خاطر میں لائے نہ صیاد کو، ہم خزاں سے بھلا کیسے ڈر جائیں گے

اللہ تعالی تمام اہلِ حق کو مزید اظہارحق کی توفیق عطا کرے اور ان مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: معارفِ سیرت مرتب: میاں سعد خالد مطبع: دار الکتاب قیمت: درج نہیں

مبصر: ڈاکٹر محمد سلیم (استاذ کلیۃ العلوم والادب، جامعہ ملک عبدالعزیز سعودی عرب)

''معارف'' دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہونے مجلّہ ہے۔ یہ 1916 میں جاری ہوا۔ مختلف علمی و دینی مضامین اس مجلّے کا بنے۔ علامہ اقبال اور ڈاکٹر حمید اللہ جیسی معتبر شخصیات نے اس مجلّے کے علمی معیار کی تعریف کی ہے۔ میاں محمد سعد خالد صاحب نے معارف کے مختلف ماہناموں میں سے سیرت مقدسہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھے کچھ مضامین کو جمع کیا ہے۔ جس کو دار الکتب نے ''معارف سیرت'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ ان مضامین کی جمع میں زمانی ترتیب کو میاں محمد سعد خالد صاحب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اس کتاب میں کل اکتیس مقالات شامل ہیں جو کہ مختلف اہل علم حضرات کی جانب سے لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک مقالے کا تعارف تو ممکن نہیں اگرچہ کتاب میں شامل سب مقالات اہمیت کے حامل ہیں۔

پہلا مضمون مولانا حبیب الرحمٰن ریحان ندوی صاحب کا ہے جس میں تورات وانجیل کی دو بشارتوں کو موضوع بنایا ہے اور تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ ان بشارات کا مصداق ماسوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس کی تفصیل میں مصنف نے کثرت سے سیرت مقدسہ کے احوال اور قرآن مجید کی آیات سے اپنے دعویٰ کو مدلل کیا ہے۔ اس لحاظ سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا یہ ایک اجمالی تعارف بھی ہے۔

مولانا حمید الدین فراہی صاحب کا نسب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مضمون بھی شامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کو جو حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک بیان کیا جاتا ہے، یہ غیر محتاط روش ہے کیونکہ اس کا مستند ہونا بعید از قیاس ہے۔ ان انساب میں بہت سی کڑیاں غائب ہیں۔

دوسرا اس مضمون میں حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذبیح اللہ ہونے پر مولانا فراہی نے گفتگو کی ہے اور بائبل کے مطابق بھی یہ ثابت کیا کہ ذبیح حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے۔

ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی صاحب کے چھے مقالات اس کتاب کا حصہ ہیں اور ہر مقالہ ہی اہم اور قیمتی معلومات فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بنوعبد مناف کا جو تعارف کروایا ہے تو یہ چیز اکثر سیرت نگاروں کی نظر سے اوجھل ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبائل کے ذکر میں بنوعبد مناف قبائل کا اتحاد بنتا ہے اور اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ بنوعبد مناف جو متحدہ خاندان کی حیثیت رکھتا ہے، کا ذکر جاہلیت، عہد نبوی اور عہد خلافت ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے ایک اور مفروضے کی نفی ہو جاتی ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں شروع سے رقابت پائی جاتی تھی۔ حالانکہ یہ دونوں قبائل بنوعبد مناف کی ذیلی شاخیں تھیں اور یہ ایک خاندان کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان میں جزوی اختلافات بالکل اس نوعیت کے تھے جو دو بھائیوں کے درمیان ہوتے ہیں مگر یہ محض چند معاملات

پر اختلاف تھا نہ کہ رقابت و دشمنی۔ شاید یہ ہی وجہ ہے کہ بنو عبد مناف کا ذکر کرنے سے اجتناب کیا گیا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے متعدد حوالہ جات اور شواہد سے ثابت کیا ہے کہ بنو عبد مناف کی اہمیت بنیادی تھی جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کا ایک اور مضمون بارہ ربیع الاول کے حوالے سے ہے اور اس تاریخ کی اہمیت پر اہم گفتگو کی ہے اور ڈاکٹر صاحب کا رجحان یہی ہے کہ تاریخ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کا حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا پر مقالہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس سے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں معلومات ملتی ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنو ہاشم سے حضرت سیدنا حمزہ اور حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے بھی آپ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا پر بھی ڈاکٹر صاحب کا مضمون لائق مطالعہ ہے جس سے سیرت مقدسہ کے مزید گوشوں کے بارے میں راہنمائی ہوتی ہے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی پر اثر اور شفیق شخصیت کا تعارف بھی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک اور مضمون مکی مواخات کے بارے میں ہے۔ یہ بھی وہ موضوع ہے جس کی طرف باقی سیرت نگاروں کی توجہ نہیں گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین وانصار کے مابین مواخات جس کو مواخات مدینہ کہتے ہیں سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے مابین مواخات کرائی۔ اس مکی مواخات میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ حضرت سیدنا حمزہ اور حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے مابین مواخات قائم ہوئی، حضرت سیدنا طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کے مابین مواخات قائم ہوئی۔ ایک قول حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی ہے مگر حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ والے قول کو ڈاکٹر صاحب نے زیادہ قوی مانا ہے۔ بدقسمتی سے مکی مواخات میں محض چند مواخات کو ہی ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ مواخات قائم فرمائی جبکہ مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مواخات حضرت سیدنا سہیل بن حنیف اوسی انصاری رضی اللہ عنہ سے قائم ہوئی اور یہی مواخات تھی کہ حضرت سیدنا سہیل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ جنگ جمل وصفین میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت علی رضی اللہ عنہ ہی میں وفات پائی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی آپ کا جنازہ پڑھایا۔

مکی مواخات کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے اور بھی کئی اہم نکات بیان کیے ہیں جن سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبل از بعثت زندگی پر بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس دور میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت برقرار رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران بھی پاکیزہ اور ستھری زندگی بسر کی جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت کی تمام خرافات سے نا صرف دور رہے بلکہ اس کو ناپسند فرمایا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کا مضمون عہد بعثت کے یثرب (مدینہ) کے حالات پر ہے۔ مدینہ منورہ کے حالات بارے میں بالعموم ہجرت کے بعد زیادہ لکھا گیا ہے مگر اس سے پہلے کیا حالات تھے؟ ان معاشرتی واقتصادی اور دینی و تمدنی حالات پر مولانا ندوی نے روشنی ڈالی ہے۔ یہ مضمون مولانا ندوی کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ اس مضمون میں

اوس وخزرج کے ساتھ ساتھ مدینہ کے یہود کے حالات پر بھی معلومات ملتی ہیں۔ جبکہ یہودیوں کے بارے میں ایک الگ مضمون مولانا عبدالحی حسنی ندوی کا بھی ہے۔ جس میں یہود کے مدینہ منورہ میں آباد ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر کیسے ان کے حالات میں تبدیلی آتی گئی۔ یہود کے مشہور قبائل نضیر، قینقاع اور بنو قریظہ کے لوگوں کی تعداد عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کتنی تھی اس کے بارے میں مولانا عبدالحی حسنی ندوی صاحب نے بتایا ہے۔

قاضی اطہر مبارک پوری کے دو مضامین بھی کتاب کا حصہ ہیں ایک مضمون ہجرت سے قبل مدینہ منورہ کی درسگاہوں کے متعلق ہے جبکہ دوسرے مضمون میں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ تحریروں کے احوال درج ہیں جو عرصے تک محفوظ رہیں۔ دونوں مضامین سیرت کے نئے پہلوؤں سے آگاہی دیتے ہیں۔

عہد نبوی میں تحریر و کتابت کے رواج پر توقیر احمد ندوی صاحب کا مقالہ شامل ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ عہد نبوی میں تحریر سے لوگ مانوس تھے اور اس سے مکمل فائدہ اٹھاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی اس کا رواج تھا اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو نقل کیا ہوا تھا جس میں مختلف احکامات تھے۔ ایسے ہی قرآن مجید کی مکمل کتابت بھی اس دور میں ہوئی۔

لطف الرحمٰن فاروقی صاحب کا مضمون بھی اس حوالے سے قابلِ قدر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری تحریری ہدایت نامے پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ ہدایت نامہ حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے نام ہے۔ جس میں مختلف احکام شریعت درج ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے ان ہی حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے پوتے قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کو تدوین حدیث کے کام پر مامور کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امراء وسلاطین کے نام جو خطوط ارسال کیے اس پر ڈاکٹر عبداللطیف کا نوکا مضمون ہے اس مضمون میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمدہ سفارتی پالیسی کا پتہ چلتا ہے اور جن سفراء کا انتخاب کیا گیا وہ اس علاقے سے شناسائی رکھتے تھے یا پھر سفارت کاری کا تجربہ تھا۔ جیسے حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا گیا کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی سفارت کاری میں مہارت رکھتے تھے، جیسے کہ نجاشی کے دربار میں کفار کے نمائندے بن کر گئے۔ ایک اور سفیر حضرت ابوالعلاء بن عبداللہ حضرمی رضی اللہ عنہ نہایت فصیح و بلیغ اور زبردست قوت گویائی کے مالک تھے۔ حضرت سیدنا دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ نے بھی سفارت کے فرائض سرانجام دیئے یہ قیصر روم کی طرف مکتوب لیکر گئے تھے اور یہ اس علاقے سے واقف تھے یہ شام وفلسطین کا سفر بھی کر چکے تھے۔ حضرت سیدنا سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ جو حاکم یمامہ کے پاس خط لیکر گئے تھے بھی اس علاقے سے واقف تھے۔

خطوط کے سلسلے میں ڈاکٹر حمید اللہ کا بھی ایک مقالہ شامل ہے جس میں ہرقل کی طرف مکتوب کی بابت مستشرقین کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ مستشرقین کی جانب سے اس مکتوب کا انکار ہوتا ہے کہ یہ عقلی و تاریخی طور پر ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرقل کی طرف خط لکھا ہو تو ڈاکٹر صاحب نے مختلف شواہد سے ان اعتراض کو غلط ثابت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے سلسلے میں چار مضامین شامل کتاب ہیں۔ ان کا ماحصل تو یہ بنتا ہے کہ تاریخ وصال جو بارہ ربیع الاول مشہور ہے درست نہیں کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ وصال سوموار کو ہوا تھا اگر یوم

عرفہ کو جمعہ مانا جائے تو ربیع الاول میں بارہ تاریخ کو کسی صورت سوموار نہیں بنتا۔ یکم، دو اور تیرہ ربیع الاول کو بھی تاریخ وصال بننے کا امکان ہے۔ البتہ ایک مضمون نگار فیروز الدین فریدی صاحب نے ایک اور جانب توجہ دلائی ہے کہ یوم عرفہ کے روز جمعہ ہونے پر بھی تحقیق ہونی چاہیے کیونکہ اگر یوم عرفہ ہفتہ کو تھا تو بارہ ربیع الاول کو سوموار بنتا ہے۔ فیروز الدین فریدی صاحب کا ایک مضمون وقت وصال پر بھی ہے جن میں زوال شمس کا قول زیادہ مضبوط ہے۔

مکی عہد میں مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی۔ اس لحاظ سے حبشہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مگر یہاں ہجرت کے اسباب میں سے ایک سبب عرب وحبشہ کے تاریخی تعلقات تھے۔ دونوں خطوں کے درمیان تجارتی تعلقات پرانے تھے جو کہ دورِ رسالت میں بھی قائم تھے لطف الرحمٰن فاروقی صاحب کا دوسرا مضمون اس ہی موضوع پر ہے۔

پروفیسر ظفر احمد صدیقی صاحب کا مضمون حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح پر ہے۔ اس رشتے کے ذکر کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے احوال نامکمل تصور کیے جاتے ہیں۔ حضرت سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف سے نکاح کس نے پڑھایا ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد اس وقت حیات تھے اور وہی خاندان کے سربراہ تھے انھی کی رضامندی سے یہ نکاح ہوا۔ جبکہ دوسرے قول کے مطابق جناب خویلد اس وقت حیات نہیں تھے بلکہ جناب عمرو بن اسد خاندانِ بنی اسد کے سرپرست تھے اور انہوں نے ہی آپ رضی اللہ عنہا کی شادی کی۔ حضرت سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح اٹھائیس سال کے قول کو بھی بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح بھی ایک ایسا واقعہ جس کے دوررس معاشرتی اثرات مرتب ہوئے۔ اس کی اہمیت کو پیش نظر میاں محمد سعد خالد صاحب نے ایک مختصر مضمون مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب کا شامل کیا ہے۔ اور جو اس نکاح سے نسلی غرور کو توڑا گیا اس پہلو پر گفتگو کی ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز سورج گرہن ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں واقعات میں تعلق کی نفی کی۔ یہ عربوں میں اصلاح کا کام بھی ہو گیا۔ مولانا انیس الرحمٰن ندوی صاحب کا مضمون اس موضوع پر شامل کتاب ہے۔

مولانا حیدر زمان صدیقی صاحب کا ایک عمدہ مضمون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر ہے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی اصلاح کے لیے مختلف مواقعوں پر چاہیے وہ حالت جنگ ہو یا امن، صبح ہو یا شام، سفر میں ہوں یا حضر میں دعوت کا کام جاری رکھا اور لوگوں کے فکر وعمل کی اصلاح فرماتے رہے۔

میاں سعد خالد صاحب نے بہت اہم مضامین کو جمع کیا ہے اور ان مضامین کی جمع وترتیب سے میاں سعد صاحب کے علمی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ سیرتی ادب میں میاں سعد صاحب کی مرتب کردہ یہ کتاب ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

یہ کتاب مجھے ڈاکٹر ضیاء الحق قمر صاحب، جو سیرت مقدسہ کے موضوع سے خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں نے تحفتاً دی تھی۔ جس پر ڈاکٹر ضیاء الحق قمر صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر ڈاکٹر ضیاء الحق قمر صاحب نے ہی حکم فرمایا تھا کہ اس کتاب کا جتنا جلد مطالعہ ممکن ہو کر کے اس پر لازمی لکھیں۔ امید ہے ڈاکٹر صاحب کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب اور میاں سعد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اخبار الاحرار

لاہور (29 جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری نے ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے زندگی بھر کسی کا احسان نہیں اٹھایا بلکہ مکۃ المکرّمہ میں بھی اور مدینۃ المنورہ میں بھی آپ کا شمار مالدار صحابہ میں ہوتا تھا۔ آپؓ نے مسجد نبوی کے لیے اپنے مال سے جگہ خرید کر توسیع کی اور مدینہ والوں کے لیے میٹھے کنویں کو خریدا اس سب کے باوجود بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے ہوئے 18 ذی الحج کو انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

انہوں نے کہا کہ گھریلو تشدد کی روک تھام کے نام پر صوبائی اسمبلیوں میں منظور ہونے والا بل نہایت ہی گھٹیا سوچ کی عکاسی کرتا ہے موجودہ حکومت طاغوتی طاقتوں کی سازشوں کو پرموٹ کرتے ہوئے ہمارے خاندانی نظام کو تہس نہس کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خاندان انسانی سوسائٹی کا بنیادی یونٹ ہے اور قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق بھی جنت سے زمین پر فرد نہیں بلکہ جوڑے کو اتارا گیا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کی تنظیم و تشکیل کے لیے ہدایات حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وقتاً فوقتاً دیتے رہے ہیں اس کی آخری اور حتمی شکل جناب سرور کائنات ﷺ کی ہدایات و تعلیمات اور ان کا تشکیل کردہ خاندانی نظام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملی مجلس شرعی نے اس سلسلہ میں 6 اگست 2021 کو ملک بھر میں خاندانی نظام کے تحفظ کے نام پر منانے کا اعلان کیا ہے مجلس احرار اسلام ملی مجلس شرعی کے اس اقدام کے تائید کنندگان میں شامل ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے قائد سید محمد کفیل بخاری نے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں، علماء کرام اور خطباء عظام سے پرزور اپیل کی ہے کہ 6 اگست کے خطبات جمعۃ المبارک میں عوام الناس کو اس بل کی پیچیدگیوں اور مضمرات سے آگاہ کریں۔

لاہور (4/اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ گھریلو تشدد کی روک تھام کے نام پر بل کا اچانک صوبائی اسمبلیوں میں منظور ہو جانا قابل تشویش ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتنا اہم بل انتہائی راز داری کے ساتھ بغیر کسی بحث و مباحثہ کے منظور کرنا حکمرانوں پر سوالیہ نشان ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے خاندانی نظام پر مغربی ذہنیت کے حامل افراد کو قابض نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ محبِّ وطن اراکین اسمبلی کو یکجاں ہو کر اس بل کی مخالفت کرنی چاہیے تا کہ قوم کو پتا چل جائے کہ کون مغربی اصولوں کا غلام ہے اور کون اپنے آباؤ اجداد کی روایات کی پاسداری کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلیوں کے ممبران قوم کے ترجمان ہوتے ہیں ان کو چاہیے کہ ایسے قوانین پر دستخط کرنے سے پہلے اپنی معاشرتی روایات کا حقیقی جائزہ لے لیا کریں کہ یہ فیصلہ اس قابل ہے کہ ہمارا معاشرے میں قبول کیا جائے کہ نہیں؟ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ گھریلو تشدد کے نام پر منظور ہونے والے بل کی تمام شقیں قابل اعتراض ہیں لہٰذا اس بل پر نظر ثانی کی جائے اور معاشرے کے حقیقی نمائندہ طبقات کو اعتماد میں لیا جائے۔

ملتان (5 اگست) مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، سیکرٹری نشر و اشاعت فرحان الحق حقانی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ حکومت پاکستان نے 4 اگست 2021 کو اپنے سرکاری فیس بک اور ٹوئٹر آفیشل

اکاؤنٹ میں 14 اگست کے حوالہ سے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کو قومی ہیرو اور قرار داد پاکستان کا بانی قرار دینے کی انتہائی گھٹیا اور دل آزار حرکت کی ہے جس کی مجلس احرار اسلام شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں اور اس قبیح عمل سے پاکستان کے آئین و قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف نسل نو کو گمراہ کرنے، پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف قادیانیت کو فروغ دینے کی قبیح کوشش کی جارہی ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

احرار رہنماؤں نے کہا کہ ریاست مدینہ کی دعویدار حکومت کو چاہیئے کہ وہ اپنے دورِ حکومت میں قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ریشہ دیوانیوں اور مذموم ارتدادی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے سرکاری فیس بک اور ٹوئٹر اکاؤنٹ سے ظفر اللہ خان قادیانی کی تصویر کو فوری ہٹا کر اپنی صفوں میں چھپی ہوئی قادیانی لابی کو نکال باہر کرے۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا کو معلوم ہے کہ ایک سازش کے تحت پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی نے پوری دنیا میں اس وقت پاکستان کے سفارتخانوں کے ذریعے قادیانیت کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کی جبکہ دوسری طرف اعلانیہ طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناحؒ کی نماز جنازہ میں شامل ہونے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ مگر آج ناعاقبت اندیش حکمران اسے پاکستان کا ہیرو بنانے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شعوری طور پر مجروح کرنے کی جسارت کر رہے ہیں جس کو عاشقان رسول اور امت مسلمہ کسی صورت برداشت نہیں کرے گی۔

انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام روز اول سے عدم تشدد کی پالیسی پر یقین رکھتی ہے اور آج بھی اسی طرز پر عملی جدوجہد میں مصروف ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام آئین و قانون کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اور پرامن جدوجہد کے ذریعے نسل نو کے ایمان کی حفاظت اور قادیانیوں کی مذموم ارتدادی سرگرمیوں کا پاکستان سمیت پوری دنیا میں دلائل کے ساتھ علمی طور پر تعاقب جاری رکھے گی۔

ملتان (14 اگست) مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام مرکز احرار، دار بنی ہاشم ملتان میں وطن عزیز پاکستان کے 74 ویں یوم آزادی کے موقع پر استحکام پاکستان سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما نبیرۂ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری نے مدرسہ معمورہ کے طلباء اور کارکنان احرار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اور نفاذ اسلام میں ہی اس کی بقاء ہے۔ اس کے حصول میں علماء حق اور بانیین کی جدوجہد اور شہداء کا مقدس خون شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں پر مجلس احرار اسلام کی مکمل نظر ہے اور ہم کسی بھی دین اور وطن دشمن کو اس کے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ آج تک مقتدر طبقہ نظریہ پاکستان سے روگردانی کرتا چلا آرہا ہے اور موجودہ حکمران بھی اپنے سے پیشرو حکمرانوں کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں۔

مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے کہا کہ پاکستان اللہ کا انعام اور تحفہ ہے لیکن پاکستان کی اشرافیہ نے 73 برس قیام پاکستان کے مقاصد سے انحراف اور پاکستان کی نظریاتی اساس کو منہدم کرنے میں صرف کر دیے۔ ملک کے حکمرانوں نے تحریک آزادی کی عظیم جدوجہد اور شہداء آزادی کی قربانیوں کو رسوا کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کا اول و آخر مقصد نفاذ اسلام کے سوا کچھ نہیں۔ حکمران آئین پر حلف کی

پاسداری اور قانون پر عملداری کو یقینی بنانے کا عہد کریں۔ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کر کے ملک کو چوروں، لٹیروں اور غاصبوں سے نجات دلائیں۔ استحکام پاکستان سیمینار سے قاری عبدالناصر صدیقی، سعید احمد انصاری، حافظ شاکر خان خاکوانی، مولانا عبدالقیوم، ڈاکٹر عبدالغفور احرار، شیخ لقمان منشاد، حافظ طارق چوہان، فرحان حقانی، عدنان معاویہ، محمد بلال بھٹی، محمد مہربان بھٹی، عدنان ملک، عثمان یوسف، شیخ ظفر اقبال و دیگر نے خطاب کیا۔ سیمینار میں مدرسہ معمورہ ملتان کے اساتذہ، مجلس احرار اسلام کے کارکنان اور تحریک طلباء اسلام کے نوجوانان کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے زیرِ اہتمام یوم آزادی پر مذاکرہ اور پرچم کشائی کی تقریب کا انعقاد

ضلع رحیم یار خان کے صدر جناب حافظ محمد اشرف کی دعوت اور میز بانی میں مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کی جانب سے یومِ آزادی کی مناسبت سے چودہ اگست کو مجلس مذاکرہ اور پرچم کشائی کی تقریب منعقد کی گئی۔ تقریب میں مولانا کریم اللہ، سٹی صدر قاری محمد صدیق، سٹی نائب صدر حافظ محمد زبیر کمبوہ، مولانا سلطان اعوان، مولوی فقیر اللہ رحمانی، مولوی یعقوب چوہان، حافظ محمد عاصم کمبوہ، حافظ ندیم و دیگر کارکنان و عہدے داران نے شرکت کی۔ اس موقع پر پاکستان کا قومی پرچم اور مجلس احرار اسلام کا پرچم لہرایا گیا اور پرچم کشائی کی گئی۔

مجلس احرار اسلام کے ضلعی صدر حافظ محمد اشرف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام شہداء پاکستان کو سلام پیش کرتی ہے۔ قیام پاکستان کے لیئے علماء کرام نے اپنا بھر پور کردار ادا کیا، وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

لاہور (14 / اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ملک کے مختلف مراکز احرار میں گزشتہ روز 14 اگست کے حوالے سے پرچم کشائی کی پروقار تقریبات منعقد کی گئیں۔ مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر حاجی محمد لطیف نے دفتر احرار لاہور کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آزادی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا ہم سب پر ضروری ہے۔ مرکزی رہنماء قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ مجلس احرار اسلام 74 برس سے حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ لاہور کے سیکرٹری جنرل قاری محمد قاسم بلوچ نے کہا کہ آزادی پر خوش اور غلامی پر غم زدہ ہونا زندہ قوموں کی علامت ہے۔ ملتان، چیچہ وطنی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مراکز احرار میں تقریبات سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ 14 اگست کا دن یوم مسرت ہے اور یوم تجدید عہد بھی ہے اگر ہمیں اپنی آزادی عزیز ہے تو اس کی تعمیر و ترقی اور تحفظ کے لیے اپنی تمام تر قوتوں کو ایک قوم بن کر صرف اور صرف پاکستان کے لیے وقف کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دس لاکھ سے زاید اہل ایمان نے آخر کس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جانیں قربان کی تھیں، لاکھوں مسلمانوں نے آگ اور خون کا دریا عبور کر کے تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت کیوں کی تھی؟ وہ کون سے روشن خواب تھے جن کی سچی تعبیر کی آس لگائے مسلمان ماؤں اور بہنوں نے اپنی عزتیں تک داؤ پر لگا دی تھیں؟ یہ سب کچھ ایک ایسے خطے کے لیے کیا گیا جس میں حکومت الٰہیہ کا نظام نافذ کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارے معاشرے میں نہ ہی انفرادی اور نہ ہی اجتماعی سطح پر قرآنی نظام کو نافذ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے جہاں پر حکمرانوں کو اس بارے سوچنے کی ضرورت ہے وہاں پر عوام کو بھی اس کی فکر کرنا ہوگی۔ مجلس احرار اسلام کا روز اول سے ہی یہ ماٹو رہا ہے کہ حکومت الٰہیہ کا نفاذ ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد ذریعہ ہے۔

اس کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان، چیچہ وطنی، چناب نگر، ٹوبہ ٹیک سنگھ سمیت دیگر شہروں میں مجلس احرار کے مرکزی

ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمود الحسن، حکیم محمد قاسم، حافظ محمد اسماعیل احرار، مولانا عثمان علی، ملک محمد عاصم عطاء، محمد نعیم احرار، ملک محمد مشتاق و دیگر نے یوم آزادی کی تقاریب سے خطاب کیا اور ملک کی سلامتی کے لیے دعائیں کیں۔

لاہور (17/اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے افغانستان پر پرامن طور پر طالبان کے مکمل کنٹرول پر طالبان قیادت کی جہد مسلسل کو سلام کرتے ہوئے ہدیہ تبریک پیش کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری، نائب امیر پروفیسر شبیر احمد اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے خیر مقدمی بیان میں کہا ہے کہ طالبان نے افغانستان میں امت اسلامیہ کی روشن تاریخ کو دہرایا ہے اور بیس سال بعد اقتدار پر ناجائز قابض گروہوں کو شکست دے کر جن مبارک و مستحسن رویوں کا اظہار کیا ہے وہ قابل تبریک و تحسین ہے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کا پرامن طور پر کابل میں داخلہ اور عام معافی کا اعلان کرنا دنیائے کفر کے لیے اسلام میں داخلے کا سبب بنے گا۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے بغیر جنگ کے کابل کو فتح کر کے فتح مکہ کی یاد تازہ کر دی امید کرتے ہیں کہ ایک بار پھر ریاست مدینہ جیسا نظام قائم ہوگا اور سیاست مدینہ اپنے نقطہ عروج پر پہنچے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طالبان رہنماؤں کی نظر پوری دنیا کے نشیب و فراز پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس پرامن انقلاب کے اثرات نہ صرف پڑوس پر بلکہ پوری دنیا پر مثبت انداز میں مرتب ہوں گے۔ اب دنیا طالبان کے طرز حکومت سے متأثر ہوگی اور آسمانی تعلیمات کا اثر و نفوذ عالم کے کونے کونے تک پہنچے گا۔

لاہور (21 اگست) سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی ملک و ملت اور ختم نبوت کے لیے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ عقیدہ ختم نبوت وحدت امت اور مسلمانوں کے اتفاق کی ضمانت ہے۔ حضرت امیر شریعت نے قادیانیت کے محاذ پر پوری امت کو مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار کے مرکزی امیر سید محمد کفیل بخاری نے ایوان احرار لاہور میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساٹھویں یوم وفات پر منعقدہ امیر شریعت سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے زبردست جدوجہد سے انگریز سامراج کو برصغیر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ آج کے حالات میں شاہ جی کے کردار کو اپنانے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلہ نہیں بلکہ امت کا متفقہ عقیدہ ہے اس پر کسی بھی قسم کی مفاہمت نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے کہا کہ آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات پر عمل درآمد کو یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ قانون ناموس رسالت میں تبدیلی کسی صورت قبول نہیں کی جائے گی۔ مجلس احرار کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس نے کہا کہ امیر شریعت نے برصغیر کے عوام میں جدوجہد آزادی کی نئی روح پھونکی اور جذبۂ حریت بیدار کیا۔ سیمینار سے ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری، سید عطاء المنان بخاری، قاری محمد قاسم بلوچ، علامہ ممتاز اعوان و دیگر نے خطاب کیا۔ علاوہ ازیں مجلس احرار کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، ملک محمد یوسف، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن احرار، ڈاکٹر عمر فاروق احرار، ڈاکٹر محمد آصف، قاری ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا فقیر اللہ رحمانی، عبداللہ حجازی، مولانا کریم اللہ، حافظ محمد زبیر، ملک محمد عاصم عطاء، محمد نعیم احرار، حافظ محمد اسماعیل احرار اور دیگر احرار رہنماؤں نے اپنے اپنے الگ الگ بیانات میں کہا کہ مجلس احرار اسلام پاکستان حکومت الٰہیہ کے قیام کی پرامن جدجہد جاری رکھے گی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مشن کو آگے بڑھانے سے دریغ نہیں کرے گی۔

مسافرانِ آخرت

☆ اسلام آباد: ادارہ علوم اسلامیہ کے بانی مہتمم مولانا فیض الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ، 24 اگست 2021ء کو انتقال کر گئے
☆ متبحر عالم دین، جامعہ خیر المدارس، جامعہ قاسم العلوم اور جامعہ عمر بن خطاب ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یاسین صابر رحمہ اللہ 25 اگست 2021ء کو مختصر علالت کے بعد ملتان میں انتقال کر گئے۔
☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید محمد کفیل بخاری کی چچی، سید عطاء المنان بخاری کی ممانی، سید محمد امجد شاہ صاحب کی اہلیہ، سید محمد اسجد شاہ، سید عبدالقیوم شاہ کی والدہ، 28 اگست کو انتقال کر گئیں۔
☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکنان محمد معاویہ اور محمد زبیر کی والدہ، بھائی نثار احمد مرحوم کی اہلیہ 6 اگست کو انتقال کر گئیں۔
☆ مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ کے اکلوتے فرزند جناب نذیر اصغر انصاری مرحوم سیالکوٹ میں انتقال کر گئے۔
☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا قاری عبید الرحمٰن زاہد کے والد گرامی اور مجلس احرار ٹوبہ کے نائب امیر مولانا فضل محمد رحمہ اللہ، انتقال: 13 اگست 2021
☆ چیچہ وطنی: راولپنڈی میں ہمارے معاون مولانا ظہور الٰہی کے بڑے بھائی مولانا نور الٰہی (چک نمبر 11-23 ایل چیچہ وطنی) انتقال: 20 اگست
☆ جماعت کے قدیمی معاون حافظ محمد نعیم جو کئی سال پہلے چیچہ وطنی سے فیصل آباد منتقل ہو گئے تھے 2 جولائی کو انتقال کر گئے
☆ جماعت کے معاون چودھری محمد عمران بلاک نمبر 12 کی والدہ ماجدہ، انتقال: 17 جولائی 2021
مجلس احرار چیچہ وطنی کے ناظم نشریات قاضی عبدالقدیر کی پھوپھو صاحبہ حافظ رحیم بخش مرحوم اور مولوی محمد سلیمان یمنی (ملتان) کی خوش دامن، انتقال: 13 جولائی 2021
☆ روزنامہ اوصاف ملتان کے ڈپٹی چیف رپورٹر محمد ارشد ملک کے والد گرامی ملک خلیل الرحمٰن مرحوم، انتقال: 16 اگست 2021
☆ ملتان: مسلک اہل حدیث کے ترجمان علامہ خالد محمود ندیم، انتقال: 11 اگست 2021
☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے طالب علم محمد سرفراز کی دادی مرحومہ، انتقال: 19 اگست 2021
اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائیں آمین

دعائے صحت

خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم شدید علیل ہیں۔ 27 اگست 2021ء کو راولپنڈی کے آرمڈ فورس انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں حضرت کے دل کا آپریشن الحمدللہ کامیاب ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب کو صحت و عافیت والی لمبی زندگی عطا فرمائیں اور ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم رہے۔ آمین

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو! ایک ہو جاؤ (سید ابوذر بخاریؒ)

7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی تاریخی فیصلے کی یاد میں

بفیضانِ نظر
ابن امیر شریعت
حضرت مولانا پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

22 ویں سالانہ تحفظ ختمِ نبوت کانفرنس ان شاء اللہ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا قاری مومن شاہ صاحب
صدر مدرس شعبہ تجوید و قراءات جامعہ فتحیہ و اشرفیہ

نعت: ثناخوانِ مصطفیٰ حافظ حسن افضال صدیقی

ایوان احرار C-69 نیو مسلم ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

5 ستمبر 2021 اتوار بعد نماز مغرب

آل نبی اولاد علی نواسہ امیر شریعت حافظ حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ العالی
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

استاذ العلماء حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ولی کامل حضرت مولانا سیف الرحمن دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور سرپرست مجلس احرار اسلام لاہور

ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

مفکر اسلام عظیم دانشور شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مرکزی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

حاجی جناب محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب
جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان

نبیرہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المنان شاہ بخاری صاحب
مرکزی رہنما مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

جناب محترم لیاقت بلوچ
نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

خطیب ابن خطیب حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب
ڈپٹی سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان

محترم جناب حافظ میاں محمد نعمان صاحب
رہنما مسلم لیگ ن (سابق ایم پی اے) صدر جامعہ فتحیہ

ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب
نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

مجاہد ختم نبوت پیر سلمان منیر مدظلہ
امیر ورلڈ پاسبان ختم نبوت

جناب محترم بیرسٹر عامر حسن
رہنما پاکستان پیپلز پارٹی

حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی
مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام پاکستان

قاری حضرت مولانا محمد یوسف احرار صاحب
ڈپٹی سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت مولانا عبدالرشید خلیق دامت برکاتہم
مدرس جامعہ فتحیہ لاہور

ڈاکٹر جناب محترم شاہد کاشمیری صاحب
رہنما مجلس احرار اسلام

جناب محترم میاں محمد اویس صاحب
ڈپٹی سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت مولانا فداء الرحمن صاحب
خطیب جامع مسجد انور مجید لاہور

فخر اہلسنت مفتی غلام حسین نعیمی صاحب

جناب محترم ملک محمد یوسف
مرکزی رہنما مجلس احرار اسلام پاکستان

منجانب: شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ: 0300-4037315 / 0302-7891850 / 0303-4399137

محمد اسامہ 0305-5395681 / 0300-4037315

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس